Regd No E.P. 67

رجسٹرڈ نمبر ای۔ پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

روزنامہ / ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳
ممالک غیر ۵۰-۷
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۶ ‖ ۲۸ نبوت ۱۳۳۶ ہش ۶ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ ۔ ۲۸ نومبر ۱۹۵۷ء ‖ ۴۸

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۳ نومبر۔ کل بیان جمعہ کی نماز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی ناسازیٔ طبع کے باعث حضور نے بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

ربوہ ۲۵ نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت پہلے جیسی ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۱ نومبر۔ بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے ایک علمی مذاکرہ میں حصہ لیا۔ "قرآن کریم سے میری سب سے پسندیدہ آیت اور پسندیدگی کی وجوہات" کے موضوع پر دلچسپ تقاریر ہوئیں جناب مولوی برکات احمد صاحب بی۔اے ناظر امور عامہ نے طلباء کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اول، دوم، سوم آنے والے طلباء کو اپنی جیب خاص سے انعامات دیئے۔ مذاکرہ کی تفصیلی رپورٹ بعد میں شائع کی جائے گی۔

قادیان ۲۶ نومبر۔ آج آٹھ بجے شام کی گاڑی پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب پاکستان سے بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ الحمد للہ

احمدیہ مسلم مشن ٹبورا ٹانگانیکا (مشرقی افریقہ) کی کامیاب تبلیغی مساعی

۴۳ افراد کا قبول احمدیت مقامی جماعت کا کامیاب جلسہ سالانہ

(از مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب مبلغ مشرقی افریقہ)

بفضلہ تعالیٰ عرصہ زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل کام کرنے کی توفیق ملی۔

تبلیغ

قریباً ۱۶۰۰ میل سفر بذریعہ ریل موٹر اور سائیکل کرکے ۹ مقامات کا دورہ کیا۔ جن میں سے بعض جگہ بار بار جاتا رہا۔ قریباً دو ماہ ٹبورا سے باہر کام کیا۔ ۰۰ ۳۴ ٹریکٹ تقسیم کئے۔ ہزار سے زائد افراد تک پیغام حق پہنچایا۔ ایک عرب نوجوان اور ۳۴ افریقن نے بیعت کی۔ بچوں وغیرہ کو ملاکر کل ۴۳ افراد سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ الحمد للہ۔

جنوبی افریقہ سے دو یورپین کیتھولک پادری دورہ کرتے ہوئے ٹبورا بھی آئے۔ اور یہاں گرجا میں تقریروں کا پروگرام بنایا۔ مقامی کیتھولک مشن نے ٹریکٹ کے ذریعہ دوسرے مذاہب کے افراد کو بھی تقریریں سننے کی دعوت دی۔ مکرم سردار بشارت احمد صاحب۔ عزیزم ظہیر الحق خان صاحب ہمارے نومسلم بھائی B. K. سنگاہ صاحب اور خاکسار تقریریں سننے گئے۔ تقریر کے دوران ایک پادری صاحب نے نہایت حقارت کے رنگ میں اسپات کا ذکر کیا کہ خدائی اور نبوت کے بہت دعوے دار بنتے رہتے ہیں۔ لیکن جیسے کوئی سفیر بغیر اپنی حکومت کی سندات کے قبول نہیں کیا جاسکتا اسی طرح جھوٹے مدعی قبول نہیں کئے جاسکتے اور یہ کہ چونکہ سوائے یسوع مسیح کے اور کسی کے متعلق بائبل کتب سماوی میں کوئی پیشگوئی نہیں اسلئے یہ سفیر بغیر Credentials ہیں اور قابل قبول نہیں۔ یہ الفاظ انہوں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھاکر بڑے جوش میں للکارتے ہوئے چیلنج کے رنگ میں کہے اور تقریر ختم کرنے کے بعد انہوں نے تبلیغی ٹریکٹ تقسیم کرنے شروع کر دیئے ہم نے ٹریکٹ حاصل کرنے کے بعد پادری صاحب سے کہا کہ آپ کی تقریر کے سلسلہ میں ہم آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتے ہیں

پادری صاحب۔ آپ اپنے سوال لکھ کر (Question Box) میں ڈال دیں اور شام کے ۷ بجے آپ کو جواب دیا جائے گا۔

عاجز۔ آپ نے پبلک میں ہمارے آقا محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں غلط بیانیاں کی ہیں۔ اس لئے میں بھی آپ سے انہی لوگوں کے سامنے سوال وجواب کرنا چاہتا ہوں کہ جن کے دلوں میں آپ نے زہر پیدا کیا ہے۔ پرائیویٹ گفتگو کیا ہم ان کرسیوں اور دروازوں کو سنائیں گے؟

پادری صاحب۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ جو یہاں جمع ہیں ہماری تقریریں یہاں سننے آئے ہیں۔ آپ کی تقریریں سننے نہیں آئے۔

عاجز۔ تو پھر آپ لوگوں نے ہمیں یہاں بلاکر ہمارے آقا کے متعلق غلط بیانی کیوں کی۔ اور انہیں نعوذ باللہ جھوٹا کیوں قرار دیا۔

پادری صاحب تم بہت گستاخ ہو۔

عاجز۔ پادری صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو فرمایا ہے کہ "اپنے دشمن سے بھی محبت کرو" لیکن آپ لوگ اپنے دوستوں کو خود بلاکر ان سے اس طرح بدسلوکی کرتے ہیں۔ کہ آپ ہمارے بزرگوں کی توہین کرتے ہیں۔ اور جب سوال پوچھا جائے تو ہمیں گستاخ قرار دیتے ہیں۔

پادری صاحب۔ آپ گرجا سے باہر نکل جائیں۔

عاجز۔ آپ کی بہت مہربانی ہم گرجا سے باہر آگئے۔

پادری صاحب کی اس بداخلاقی کا بعض شریف عیسائیوں پر بہت اثر ہوا اور انہوں نے بعد میں ہمارے ساتھ اس بات کا ذکر بھی کیا۔

گھر پر آکر خاکسار نے ان پادریوں کو مقامی بشپ کی معرفت ایک خط بھیجا کہ جو غلط بیانیاں آپ نے اپنی تقریر میں کی ہیں ان کے متعلق آپ ہمارے ساتھ پبلک میں بات کریں۔ تاہم آپ کو بائیبل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں دکھاچکی ان کی طرف سے ہمارے خط کا جواب نہ ملنے پر سواحیلی زبان میں ایک ٹریکٹ لکھا گیا۔ اور دس ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ یہ خط رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ ان پادریوں کو بھی بھیجا گیا۔ اس ٹریکٹ میں پادری صاحبان کی تقریروں اور ہماری ان سے گفتگو اور خط کا ذکر کرکے انہیں چیلنج دیا۔ کہ وہ یا کوئی اور پادری الوہیت مسیح ناصری یا صداقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر پبلک میں مناظرہ کریں۔ لیکن آج تک کسی کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ اور نہ ملنے کی امید ہے۔

پرنٹنگ پریس

ٹبورا میں ہمارا ایک پرنٹنگ پریس بھی ہے۔ اس کی نگرانی بھی کرتا رہا مشینوں کی مرمت کا انتظام۔ ٹائپوں سے کام حاصل کرنا۔ ملازم سے کام کرانا۔ حسابات اور وصولی وغیرہ کا انتظام کرتا رہا۔ امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ یہ پریس مقامی جماعت کے لئے مالی لحاظ سے مفید ہوگا۔

تعمیر

ہماری مسجد سے ملحقہ پلاٹ پر بفضلہ تعالیٰ ہمارا دوسرا مکان مشن ہاؤس کے لئے بن رہا ہے۔

ٹبورا سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر گاؤں میں ایک مسجد کی تعمیر شروع کی جو قریباً مکمل ہوچکی ہے

مرمت

مسجد الفضل ٹبورا جو دسمبر ۱۹۴۲ء میں تیار ہوئی۔ کی دیواریں ٹوٹ گئی تھیں اور صحن کا کچھ فرش پھٹا ہوا تھا ایک چھوٹا کمرہ قریباً گرنے والا تھا اور پرانے مشن ہاؤس کی دیواریں بھی پھٹی ہوئی تھیں ان سب کو مرمت کرایا۔

جلسہ سالانہ

۲۶ دسمبر ۵۶ء بروز اتوار احمدیہ مسجد الفضل میں ہماری جماعت کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ احمدی دوست دور دور سے اس میں شریک ہوئے۔ باوجود شدید بارش کے بعض دوست گیارہ میل پیدل سفر کرکے جلسہ میں شریک ہوئے۔ بذریعہ ریل دوست سینکڑوں میلوں سے تشریف لائے۔ چوہدری ظہیر احمد صاحب نے اپنی لاری پر ٹبورا سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر سے دوستوں کو لانے اور جلسہ ختم ہونے پر انہیں واپس پہنچانے کا انتظام کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

جلسہ میں علاوہ مقامی دوستوں کے مختلف مقامات سے شامل ہونے والے دوستوں نے بھی تقریریں کیں۔ جلسہ کے شروع اور آخر پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی درازیٔ عمر اور جماعت کی ترقی کے لئے اجتماعی دعا کی گئی۔

مکرم جناب محمد ناظم خان صاحب غوری نے باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کو کھانا کھلانے کے سلسلہ میں اپنی خدمات پیش کیں اور اپنے خرچ پر بہت نہیں کھانا کھلایا۔ جزاہ اللہ (باقی صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پبلشر نے ساما آرٹ پریس امرتسر میں چھپواکر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۵۷ء

مذاہب کی عالمی کانفرنس

مورخہ ۱۷، ۱۸ نومبر کو دہلی میں ساری دنیا کے مذاہب کی کانفرنس لال قلعہ میں منعقد ہوئی۔ جس میں متعدد ممالک کے مندوبین نے حصّہ لیا۔ اور ہر شخص نے مذہب کے افادی پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے دنیا میں امن و شانتی پیدا کرنے کے متعلق مذہب کی بڑی خوبی پر زور دیا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مذہب ہی انسان کو اخلاقیات سے واقف و آگاہ کر کے اُس کی زندگی کے تقاضوں کو صحیح طور پر پورا کرنے کے ذرائع بیان کرتا ہے مگر افسوس ہے کہ انسان اپنی ہر ناقبت نااندیشی کے سبب اُن ذرائع کو عمل میں نہ لاتے ہوئے قسما قسم کے دکھ و تکالیف سے دوچار ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر انسان کی محرومی کیا ہے کہ آج کی دنیا میں اُسی کی اپنی ہی ایجادات اُس کے لئے ہلاکت و تباہی کا سبب بن رہی ہیں۔ اگر وہ کچھ بھی انسانیت کی پاسداری کرتا اور یہ سمجھتا کہ باقی دنیا میں بسنے والے انسان میرا ہی گوشت پوست ہے جس طرح میرے جسم کے کسی حصہ کو کوئی آزار پہنچے تو دوسرا اعضا کو تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر میرے کسی عمل سے میرے بنی نوع انسان کو کوئی دکھ پہنچتا ہے۔ تو مناسب ہے کہ میں اس سے رک جاؤں۔ انسانیت کا احترام سبھی مذاہب میں کیا گیا ہے بلکہ [illegible] اسلام نے تو یہاں تک حکم دیا کہ

”حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام لوگ امن و سلامتی میں رہیں۔“

بہرحال یہ ایک عمدہ تجویز تھی جس کے ماتحت مختلف مذاہب کے معتقدین کو ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع ہو کر دہریت و الحاد کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے بعض مثبت ذرائع پر غور و فکر کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اور گو براہ راست تو ان امور پر غور نہیں کیا جا سکا۔ کیونکہ شاید ایسی کانفرنس کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ تاہم بالواسطہ طور پر مذہب سے متعلق چند مفید پہلو سامنے آگئے ہیں۔ اور مذہب سے دلچسپی رکھنے والے اگر چاہیں تو اس سے بہت کچھ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

بطور مثال اس اہم امر کے متعلق سنجیدگی سے غور کیا جا سکتا ہے جس کی طرف وزیر اعظم پنڈت نہرو نے اہلِ مذاہب کو متوجہ کیا ہے۔ اور گو آپ مذہبی آدمی تو نہیں اور نہ مذہب میں اعتقاد رکھتے ہیں۔ مگر مذہب کے بارے میں اُن کی یہ بات بڑا وزن رکھتی ہے۔ آپ نے قول و عمل یا ایمان اور کردار کا فرق ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اعلےٰ اصولوں کی تلقین بہت اچھی بات ہے۔ مگر اس سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ان اصولوں پر کس حد تک عمل کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا دماغ دو خانوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ ایک خانہ محض تلقین اور دیگراں را نصیحت کے لئے دوسرا خانہ اس لئے کہ تلقین کو عمل میں لانے سے روکا جائے۔ ایک دماغ کے دو حصے بہتر نتائج کے حامل نہیں ہو سکتے۔ دنیا کو تقریروں سے نہیں صرف عمل و کردار سے ہی متاثر کیا جا سکتا ہے۔“

بھلا اس میں کیا شک ہے کہ آج دنیا کو جس امن و شانتی کی ضرورت ہے اُس کے متعلق مذہب میں اعتقاد رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ یہ چیز مذہب کے اپنانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور یہ بات بھی درست ہے۔ لیکن اس کا عملی نمونہ کہاں ہے؟ پس اس کے نہ ہونے کی وجہ سے آج مذہب کو وہ کامیابی حاصل نہیں ہو رہی جس کی اس سے توقع رکھی جاتی ہے۔ گویا مذہب کی ناقابلِ التفات بنانے کا ذمہ دار خود اہلِ مذاہب کا اپنا بگڑا کردار ہے۔ [illegible] کردار کو درست کریں تو مذہب کی کھوئی ہوئی اہمیت اور اعتماد پھر اسے حاصل ہو جائے۔

ہم دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو کیوں بُرا بھلا کہیں جبکہ

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

کا لقب پانے والوں کا اپنا کردار اسلام کے منور چہرہ پر دھبہ بن کر رہ گیا ہے۔ حالانکہ آج سے پونے چودہ سو سال پہلے قرآن کریم میں ان الفاظ میں توجہ دلائی گئی تھی:۔

یا ایھا الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون۔ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔ یعنی اے ایمان کا دعوےٰ رکھنے والو تم اپنے منہ سے وہ باتیں کیوں کہتے ہو جن پر تم عمل نہیں کرتے۔ خدا کو سب سے ناپسند [illegible] بات یہی ہے کہ زبان سے کہو اور اُسے عمل میں نہ لاؤ۔

بہرحال اس وقت دنیا میں دہریت و الحاد کو فروغ دینے کا موجب بھی اہلِ مذاہب کی اپنی بے عملی ہے۔ اور آج اس چیز کی بڑی ضرورت ہے کہ مذہب میں اعتقاد رکھنے والے اس کی طرف زیادہ توجہ دیں اور مذہب کا حقیقی نمونہ بن جائیں۔ لیکن ایسا بننا کچھ آسان کام نہیں۔ اور یہ چیز محض کانفرنسوں کے انعقاد یا چند انجمنوں کے قیام سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر ایسا ہو جایا کرتا تو آج دنیا میں اس قدر مذاہب کا نام نہ ہوتا۔ آخر یہ سبھی مذاہب اپنی اصلیت کے اعتبار سے خدا ہی کی طرف سے ہیں۔ اور اُن کو دنیا والوں سے روشناس کرانے کی ابتداء دنیا کے خالق و مالک ہی کی طرف سے ہوئی اور وہ اس وقت جبکہ دنیا عملی میدان میں اپنے کردار کو صحیح طور پر قائم نہ رکھ سکی تو انسانیت کے پیدا کرنے والے نے انہی میں سے کسی گوہر قابل کا انتخاب کیا جس کی برکت سے دلوں میں پہلے زندہ ایمان پیدا کر دیا گیا اور اسی کا آخری نتیجہ اُس انقلاب عظیم کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ جس نے دنیا کا نقشہ ہی بدل دیا۔ پس آج بھی دلوں میں پہلے ہی زندہ ایمان پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اُس زندہ روحانیت کے قیام کی حاجت ہے۔ یہی ایمان اور پختہ یقین مذہب کی [illegible] ہے۔ کیا چند بیماروں کے کسی جگہ بیٹھ کر صحت کے متعلق فقط بحث و مباحثہ کرنے سے اُن کے لئے صحت یابی کی امید کی جا سکتی ہے۔ یا ان کی اس قدر کوشش کچھ بارآور ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے تو سب سے پہلے کسی ماہر فن تجربہ کار معالج کی ضرورت ہے۔ جو پہلے تشخیص مرض کرے۔ اور پھر اپنی صحبت میں رکھ کر ہر شخص کے مزاج کے مطابق اُس کا علاج معالجہ کرے۔ یہی حالت اس وقت مذہبی دنیا کی ہے۔ اس میں تغیر عظیم برپا کرنے کے لئے کسی باخدا انسان کی ضرورت ہے جس کی پاک صحبت اُن کی کایا پلٹ دیتی۔ اور اس کا نتیجہ اُن کے قول و عمل میں مطابقت کے رنگ میں ظاہر ہوتا!

علاوہ ازیں یہ امر بھی قابلِ غور ہے۔ کہ ایک طرف دنیا میں الحاد و بے دینی کی وبا خطرناک طور پر پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ اور دوسری طرف مذہبی دنیا میں مذہب اور روحانیت کے احیاء کی غیر معمولی رو کا پیدا ہونا بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ اس کائنات کے حقیقی خالق و مالک کی طرف سے ضرور ایسے سامان کئے جا چکے ہیں جن کے لئے انسانی طبائع کو تیار کیا جا رہا ہے۔

اسلئے ہم دو گروہ [illegible] ہیں کہ دنیا پر منڈلا رہی عالمگیر تباہی و بربادی کو مذہب ہی دور کر سکتا ہے۔ وہ درست کہتے ہیں۔ مگر انہیں عمل کے میدان میں اُترنے کی ضرورت ہے۔ انہیں لازم ہے کہ اُس زندہ روحانیت کی تلاش کریں۔ جو مذہب کی جان ہے۔ اسی کے سبب سے انسان کے قول و عمل میں یکسانیت پیدا ہوتی ہے اور دنیا سے الحاد و بے دینی کا قلع قمع ہونے میں کچھ دیر نہیں لگتی۔

ہم گذشتہ اشاعت میں اس کے متعلق واضح اشارہ دے چکے ہیں کہ جس زندہ روحانیت کی اس وقت دنیا کو ضرورت ہے اُس کی بنیاد خدا ہی کے ہاتھ سے ہمارے ملک میں آج سے پون صدی قبل قادیان کی بستی میں ڈالی جا چکی ہے۔ اب یہ مذہبی دنیا کا کام ہے [illegible] اس سے فائدہ اُٹھائے اور دنیا میں حقیقی امن و شانتی لانے میں حصہ دار بن جائے۔

بس یہی وہ چیز ہے جس کے لئے نتیجہ خیز کوشش کی ضرورت ہے۔ ورنہ کانفرنسوں میں مذہب کی خوبیاں گنانے یا اُس کو امن و سلامتی کا ذریعہ بتانے سے کیا حاصل!!

تحریک جدید اور ہمارا فرض

جیسا کہ احباب جماعت کو معلوم ہے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرما دیا ہے۔ نئے سال کے شروع ہونے پر دفتر وکیل المال تحریک جدید کی طرف سے جماعتوں میں یہ تحریک بھیج دی گئی۔ اب [illegible] جماعت کا فرض ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے وعدے مرکز میں بھجوائیں۔ اور جہاں تک ممکن ہو [illegible] اپنے وعدہ کو دس بیس یا تیس فی صدی اضافہ کے ساتھ لکھوائیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اس سال خاص زیادتی کے ساتھ وعدے کئے جائیں۔

سیکرٹری صاحبان مال اور مجالس خدام الاحمدیہ باہمی تعاون کے ساتھ اپنی اپنی جماعت کی فہرست مکمل کر کے دفتر ہذا میں بھجوائیں۔ اور ایسے افراد جو براہِ راست وعدہ کیا کرتے ہیں وہ بھی جلد از جلد اپنا وعدہ مرکز میں ارسال فرما دیں۔ نیز بقایا دار احباب کوشش کریں کہ جس قدر جلد ممکن ہو [illegible] وہ گذشتہ کا بقایا ادا کر کے اس فرض سے سبکدوش ہوں۔

دسمبر کے پہلے ہفتہ میں حضرت اقدس کے حضور وعدوں اور وصولیوں کی فہرست بغرض دعا پیش ہوگی۔ کوشش ہونی چاہیئے کہ آپ کا نام پہلی فہرست میں حضرت کے حضور پیش ہو۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے فرائض کے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

ولادت

قریشی فضل حق صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کو اللہ تعالےٰ نے مورخہ ۱۵ نومبر کو لڑکا عطا فرمایا۔ احباب نومولود کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔

خطبہ جمعہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے دو دَور

اللہ تعالیٰ نے کمزوری اور بے بسی کے دَور میں بھی آپؐ کی مدد کی اور طاقت کے زمانہ میں بھی اپنی تائید و نصرت سے نوازا

اگر ہم صحیح معنوں میں آپؐ کی اتباع کریں تو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ بھی یہی سلوک کریگا

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ یکم نومبر ۱۹۵۷ء بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی

اذا جاء نصر اللہ والفتح
ورأیت الناس یدخلون
فی دین اللہ افواجا فسبح
بحمد ربک واستغفرہ
انہ کان توابا (سورۃ نصر)

اس کے بعد فرمایا:۔

یہ قرآن کریم کی

ایک مختصر سی سورت

ہے۔ اور بظاہر یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ لیکن چونکہ آپ کے اتباع بھی قرآن کریم کے احکام کے مطابق آپ کے ماتحت ہیں اس لئے اس سے آپ کے تمام اتباع اور آپ سے محبت رکھنے والے چاہے وہ احمدی ہوں یا غیر احمدی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس سورت سے ظاہر ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر دو زمانے آئے ہیں۔ ایک تو وہ زمانہ تھا جب نصر اللہ اور فتح نہیں آئی تھی۔ اور ایک اس زمانہ کے آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے جب نصر اللہ اور فتح آئے گی۔ اور وہ نصر اللہ اور فتح اس طرح آئے گی کہ رأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا تو دیکھے گا کہ لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ گویا یہ جیسے علامت ہوگی نصر اللہ اور فتح کی۔ جب لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے شروع ہو جائیں گے۔ تو تجھے پتہ لگ جائے گا کہ نصر اللہ اور فتح آگئی ہے۔

دوسری بات

اس سورت میں یہ بتائی گئی ہے کہ ایسے وقت میں تجھے خدا تعالیٰ کی بہت تسبیح کرنی چاہیئے۔ اور استغفار سے کام لینا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش اور اس کی مدد طلب کرنی چاہیئے۔ کیونکہ تیرا خدا بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ دنیا میں اگر ہم کسی سے یہ کہیں کہ فلاں شخص بڑا مالدار ہے تو اس میں یہ اشارہ مخفی ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت تمہیں مدد کی ضرورت ہو تو اس سے مدد مانگو یا اگر کہا جائے کہ فلاں شخص شہر کا بڑا رئیس ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اگر شہر میں فساد ہو جائے تو اس کے پاس جاؤ۔ اور اس سے مدد طلب کرو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو تواب کہہ کر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ تمہارا خدا اپنے بندوں کی طرف بار بار فضل کے ساتھ رجوع کرنے والا ہے۔ اس لئے جب بھی تمہیں مشکلات پیش آئیں۔

تمہارا کام یہ ہونا چاہیئے

کہ تم خدا تعالیٰ کی طرف جھکو اور اس سے مدد چاہو۔ وہ اپنے فضل سے تمہاری ہر قسم کی خرابیوں اور نقائص کی اصلاح کے سامان پیدا فرما دے گا۔ غرض ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ کہ تجھ پر پہلے وہ زمانہ گزر رہا ہے۔ کہ جب فتح اور نصرت تیرے پاس نہیں آئی تھی۔ لیکن اب میں تجھے وہ زمانہ دکھاؤں گا۔ جس میں تجھے نصرت اور فتح میسر آجائے گی۔ اور تو دیکھے گا کہ لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ گویا نصرت اور فتح کا ظاہری نمونہ اشاعتِ مذہب ہوگا۔ اور استغفار اور حمد کی قبولیت کا ظاہری نمونہ خدا تعالیٰ کی رحمت کا ظہور ہوگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غربت اور کمزوری کی حالت تو

ان واقعات سے ظاہر ہے

جو آپ کے دعوےٰ نبوت کے ابتدائی سالوں میں آپ کو پیش آئے۔ ایک دفعہ آپ خانہ کعبہ کے قریب صفا پہاڑی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور کسی فکر میں تھے شاید آپ اسی فکر میں ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے میرے سپرد اتنا بڑا کام کیا ہے اسے میں کس طرح انجام دوں گا۔ آپ نے اپنا سر جھکایا ہوا تھا کہ اتنے میں آپ کے پاس سے ابوجہل گزرا۔ اور اس نے آپ کو گندی گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اور پھر اس نے یہیں تک بس نہ کی بلکہ اس بدبخت نے پاؤں سے آپ کے کندھے پر ٹھوکر ماری اور اس طرح آپ کو جسمانی رنگ میں بھی سخت اذیت پہنچائی۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اور خاموشی سے اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے (سیرۃ الحلبیہ جلد اول صفحہ ۳۱۱) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاندان کی ایک پرانی بڑھیا لونڈی تھی۔ جس نے گھر کے کئی بچوں کو پالا تھا۔ جو اب بڑی عمر کے ہو چکے تھے۔ وہ لونڈی دروازہ میں کھڑی یہ سب نظارہ دیکھ رہی تھی۔ حضرت حمزہؓ اس وقت شکار کو گئے ہوئے تھے جب وہ واپس آئے۔ تو وہ لونڈی بڑے غصہ سے کہنے لگی کہ تم بڑے بہادر بنے پھرتے ہو۔ اور ہر وقت اسلحہ سے مسلح رہتے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ ابھی میں نے دیکھا کہ تیرا بھتیجا محمد صلے اللہ علیہ وسلم سامنے پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اتنے میں ابوجہل آیا۔ اور اس نے اسے گندی گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اور اپنے پاؤں سے اسے ٹھوکر ماری۔ اور خدا کی قسم جب اس نے اسے گالیاں دیں۔ اور ٹھوکر ماری۔ اس وقت میں سامنے کھڑی تھی۔ اس نے ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا۔ اور خاموشی سے اس کی گالیاں سنتا رہا۔ اور تکلیف برداشت کرتا رہا

حضرت حمزہؓ

کو یہ سنکر غیرت آئی۔ وہ وہیں سے اُلٹے پاؤں لوٹے اور خانہ کعبہ میں گئے۔ وہاں اتفاقاً رؤسائے مکہ کے سامنے بیٹھا ابوجہل بڑا فخر کر رہا تھا کہ میں نے آج محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو گالیاں دیں۔ اور وہ بالکل ڈر گیا۔ اور آگے سے بول بھی نہیں سکا۔ اتنے میں حضرت حمزہؓ وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے اپنی کمان زور سے اس کے سر پر مار کر کہا۔ کمبخت اگر تجھے بہادری کا دعویٰ ہے تو آ اور میرے ساتھ لڑ۔ ورنہ شرم کر۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے تو تجھے کچھ نہیں کہا۔ مگر پھر بھی تو نے اسے گالیاں دیں۔ اور برا بھلا کہا۔ میں نے اب سارے مکہ والوں کے سامنے تجھے مارا ہے۔ اگر تجھ میں ہمت ہے تو میرا مقابلہ کر۔

مکہ کے رؤسا جوش میں اُٹھے

اور انہوں نے مقابلہ کرنا چاہا۔ مگر ابوجہل ایسا گھبرایا کہ وہ کہنے لگا۔ تم حمزہؓ سے کچھ نہ کہو۔ مجھ سے ہی آج زیادتی ہوگئی ہے۔ اور قصور میرا ہی ہے۔

اب دیکھو ایک زمانہ وہ تھا کہ ایک شخص نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور خدا اسے یہ کہتا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جا اور دنیا میں میرا نام پھیلا۔ لیکن اس کا حال یہ ہے کہ ایک شخص خود اس کے گھر کے سامنے اسے گالیاں دیتا ہے۔ اور وہ اتنا بھی نہیں کر سکتا کہ اسے کوئی جواب دے مگر

حکم یہ ہے

کہ ساری دنیا میں جا کر خدا تعالیٰ کا نام پھیلا۔ دیکھو عہدہ کتنا بڑا دیا گیا ہے۔ اور آپ کی حیثیت کتنی کمزور اور قابل رحم تھی۔ تو اس سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تجھ پر وہ زمانہ بھی گزرا ہے۔ جب تو بالکل فقیر غریب اور یتیم تھا۔ اور دنیا کی مدد کا محتاج تھا۔ لیکن اب تجھ پر وہ زمانہ آنے والا ہے۔ جب ہزاروں ہزار لوگ تیری بیعت کریں گے۔ اور تیرے قدموں پر جانیں قربان کریں گے۔ تو اس زمانہ کو بھی دیکھ اور اس زمانہ کو بھی دیکھ۔ جب تیری پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ تجھے بتایا گیا تھا کہ ایک دن تیری تبلیغ کے رستے کھل جائیں گے چنانچہ اب وہ رستے کھل گئے ہیں۔ اب تو سمجھ لے کہ

تیرا خدا کتنا زبردست ہے

جب تو کچھ بھی نہیں تھا۔ اس وقت بھی اس نے تیری مدد کی اور اب جو تو طاقتور ہو گیا ہے اور ساری دنیا میں تیری تبلیغ کے رستے کھل گئے ہیں۔ تب بھی وہ خدا تیری مدد کو آئے گا۔ اور تیری تائید کرے گا۔

دوسرا واقعہ

آپ کی کمزوری کا تاریخوں میں یہ آتا ہے۔ کہ ہجرت کے قریب آپ اپنے ایک غلام کو ساتھ لے کر خدائے واحد کا نام پھیلانے کے لئے طائف تشریف لے گئے۔ مکہ کا قانون یہ تھا کہ جب تک کوئی شخص مکہ میں رہے۔ اس وقت تک وہ مکہ کی پناہ میں ہوتا تھا۔ لیکن اگر وہ وہاں سے چلا جائے۔ تو وہ دوبارہ مکہ میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ مکہ کا شہری نہیں رہا۔ اور جب تک مکہ کا کوئی بڑا رئیس اسے پناہ نہ دے۔ وہ شہر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ تو آپ کے غلام نے آپ سے کہا کہ آپ ایک دفعہ مکہ سے باہر چلے گئے تھے۔ اور مکہ کے قانون کے مطابق اب آپ اس شہر کے نہیں رہے۔ اس لئے آپ مکہ میں اسی وقت داخل ہو سکتے ہیں جب وہاں کا کوئی رئیس آپ کو پناہ دے۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا کہ میں مکہ والوں میں

سے مطعم بن عدی کو جانتا ہوں کہ وہ شریف الطبع انسان ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے جا کر کہو۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مکہ کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ تم مجھے پناہ دو۔ میں خانہ کعبہ میں خدا تعالیٰ کی پرستش کرنا چاہتا ہوں اور اسی غرض سے آیا ہوں کہ تم مجھے پناہ دینے کے لئے تیار ہو۔ وہ

مطعم بن عدی کے پاس گیا

اور اسے آپ کا پیغام دیا۔ مطعم بن عدی نے اسی وقت اپنے بیٹوں کو بلایا۔ اور کہا اپنی تلواریں سونت لو۔ شہر کے دروازہ پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کھڑا ہے اور وہ شہر میں آنا چاہتا ہے۔ اور اس کے شہر آنے کی غرض محض خدا تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اور یہ ایسا مقدس کام ہے کہ اس کے لئے اگر ہم اپنی جانیں بھی لڑا دیں تو کم ہے۔ چنانچہ اس کے بیٹے اس کے ساتھ چل پڑے۔ اور وہ دروازہ پر گیا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہاں کھڑے تھے۔ مطعم بن عدی نے کہا آیئے اور ہمارے آگے آگے چلیئے۔ ہم آپ کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ اور اگر کسی نے آپ کو ذرا بھی چھیڑا۔ تو ہم اس کی گردن اڑا دینگے چنانچہ وہ آپ کو اپنے بیٹوں کی حفاظت میں آپ کے گھر چھوڑ آیا۔ (زرقانی جلد اول صفحہ ۳۰۶)

غرض یہ بھی ایک تنگی کا وقت تھا۔ کہ آپ مکہ کے قانون کے مطابق شہر بدر کر دیئے گئے تھے۔ اور آپ سوائے اس کے مکہ کا کوئی کافر جس آپ کو پناہ دے۔ مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔

پھر

تیسرا واقعہ

آپ کے ضعف کا وہ آتا ہے۔ جب کہ ہجرت کا وقت آیا۔ اور کفار نے مشورہ کیا کہ وہ رات کو اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے ہوں تو آپ کو قتل کر دیا جائے اس وقت بھی آپ میں کوئی طاقت نہیں تھی۔ اگر دشمن چاہتے تو آپ کو بڑی آسانی سے قتل کر سکتے تھے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ہی نشان تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بڑی دلیری سے گھر سے باہر نکلے۔ آپ نے دیکھا کہ کافر چاروں طرف کھڑے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا کہ آپ ان کے درمیان سے نکل گئے اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکے۔

ان کی خود اپنی روایت ہے

کہ ہمیں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نظر ہی نہیں آیا۔ اگر وہ ہمیں نظر آتا۔ تو ہم اسے مار نہ ڈالتے آپ سیدھے حضرت ابو بکرؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ اور ان کو ساتھ لے کر غار ثور کی طرف چلے گئے۔ پھر تاریخوں میں آتا ہے۔ کہ کفار نے آپ کا پیچھا کیا۔ اور وہ غار ثور کے موہنہ تک پہنچ گئے۔ اور جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کو دیکھ کر گھبرائے تو آپ نے فرمایا: - لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (توبہ ع ۶) ابو بکرؓ ڈرو نہیں

اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے

مکہ والوں نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو زندہ یا مردہ واپس لائے گا ہم اسے سو اونٹ انعام دیں گے۔ اس لالچ میں ہر طرف آپ کی تلاش شروع ہو گئی۔ اور جب آپ مدینہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ تو ایک شخص سراقہ نامی انعام کے لالچ میں آپ کے پیچھے پیچھے آیا۔ اور جب اس نے آپ کو دیکھ لیا۔ تو آپ پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ اب دیکھو یہ کتنی بے دست و پائی کی بات ہے کہ ایک کافر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ اور

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو کچھ نہیں کر سکتے نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو اس موقعہ پر بھی بچا لیا۔ چنانچہ جب وہ حملہ کی نیت سے آپ کے پاس پہنچا۔ تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اس نے بہت کوشش کی مگر اس کے پاؤں نہ نکلے۔ اس بات کا اس کی طبیعت پر ایسا اثر ہوا۔ کہ اس نے سمجھ لیا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میں آپ کو پکڑنے کی نیت سے آیا تھا۔ مگر

اب میں سمجھتا ہوں

کہ آپ واقعہ میں خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور وہ آپ کو ایک دن سارے عرب پر قبضہ بخشے گا۔ آپ مہربانی فرما کر مجھے ایک پروانہ لکھ دیں کہ جب خدا تعالیٰ آپ کو بادشاہ بنائے گا۔ تو مجھے امن دیا جائے گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت ابو بکرؓ کے غلام عامر بن فہیرہ سے فرمایا۔ کہ اسے میری طرف سے یہ تحریر دے دو۔ وہ بعد میں ہمیشہ یہ تحریر لوگوں کو دکھاتا تھا۔ اور بڑے فخر کے ساتھ کہا کرتا تھا کہ میں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی معافی حاصل کی ہوئی ہے۔ گویا

اس شخص نے محسوس کر لیا

کہ جس شخص کی حفاظت ایسی صورت میں ہوئی ہے کہ جب میں حملہ کرنے لگا تو میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ضعف اور کمزوری کے ایسے زمانے گزرے ہیں جن کی مثال دنیا میں اور کہیں نہیں مل سکتی۔

ایک دفعہ آپ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ کفار نے اونٹ کی اوجھڑی کا لا کر آپ کی گردن پر رکھ دی۔ اور اس کا بوجھ اتنا زیادہ تھا۔ کہ آپ اس کی وجہ سے سجدہ سے سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ جب زیادہ دیر ہو گئی۔ تو کسی نے

حضرت فاطمہؓ کو اطلاع دیدی

وہ دوڑتی ہوئی آئیں۔ اور بڑا زور لگا کر انہوں نے اس اوجھڑی کو آپ کی گردن سے اتارا۔ پھر ایک دفعہ لوگوں نے آپ کے گلے میں پٹکا ڈال کر کھینچنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ کو خبر ہو گئی۔ وہ وہاں آئے اور انہوں نے آپ کو چھڑایا اور کہا اے ظالمو تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم اس شخص پر محض اس لئے ظلم کر رہے ہو۔ کہ یہ کہتا ہے کہ میرا خدا ایک ہے تا تم اس نے کوئی چوری کی ہو۔ ڈاکہ مارا ہو یا قتل کیا ہو تو کوئی بات بھی تھی۔ لیکن خانہ کعبہ میں جو امن کی جگہ ہے۔ تم نے اس شخص پر ظلم کیا ہے اور تم اس کے گلے میں پٹکا ڈال کر کھینچ رہے ہو۔

اب تم سمجھ سکتے ہو

کہ خانہ کعبہ میں جو کفار کے نزدیک بھی امن کی جگہ تھی۔ ایک شخص کے سر پر جبکہ وہ عبادت کر رہا ہو اونٹ کی اوجھڑی لا کر رکھ دینا اور اس کے گلے میں پٹکا ڈالنا اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب یہ سمجھا جائے کہ یہ شخص بالکل بے حیثیت ہے۔ ورنہ اگر وہ کسی کا رشتہ دار نہ بھی ہوتا۔ تب بھی مکہ کے لوگ تلواریں لے کے آجاتے اور کہتے کہ خانہ کعبہ کو امن حاصل ہے۔ تم کون ہوتے ہو کہ خانہ کعبہ میں آکر اس طرح ظلم کرتے ہو۔

پھر آپ کی

کمزوری کی ایک مثال

یہ ملتی ہے کہ آپ کی ایک بیٹی مکہ میں تھی جسے آپ نے مدینہ بلوایا۔ جب وہ مدینہ جا رہی تھیں تو ایک شریر شخص نے ان کی اونٹنی کا تنگ توڑ دیا۔ پھر وہ شخص خانہ کعبہ میں گیا۔ اور اس نے خوب قہقہے لگا کر روسا کے سامنے کہا جا کے دیکھو محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کا کیا حال ہے۔ وہ مدینہ جا رہی تھی کہ میں نے اس کے اونٹ کا تنگ کاٹ دیا۔ اور وہ زمین پر گر گئی۔ اس وقت ہندہ بھی وہیں موجود تھی۔ یہ وہی ہندہ تھی جس نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکلوایا تھا اور جنگ بدر اور دوسری لڑائیوں میں کفار کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا کرتی تھی اور کہتی تھی جاؤ اور لڑو ورنہ ہم عورتیں تمہارے قبضہ میں نہیں آئیں گی ہم تمہارے پاس تبھی آئیں گی جب تم مسلمانوں سے لڑو گے۔ اور انہیں قتل کرو گے۔ وہ فوراً کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی۔ اے مکہ والو! تم کو شرم نہیں آتی۔ تم وہ لوگ ہو جن کے باپ دادے اپنی بہادری پر فخر کیا کرتے تھے۔ اور

اب تمہاری یہ حالت ہے

کہ تم نے ایک ایسی عورت کے اونٹ کا تنگ کاٹ دیا۔ جس کا باپ کئی سو میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور اس کو نیچے گرا دیا۔ تمہیں اس حرکت پر شرم کرنی چاہیئے۔ اب اس واقعہ کا ہونا بھی آپ کی کمزوری کی وجہ سے ہی تھا۔ ورنہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو طاقت دی۔ تو آپ کے متبعین نے قیصر و کسریٰ کی مملکتوں تک کو پاش پاش کر دیا۔ اور قیصر و کسریٰ کے مقابلہ میں مکہ والوں کی اتنی حیثیت بھی نہ تھی جتنی ایک نمبردار کے سامنے کسی چوڑھے کی ہوتی ہے۔ پس ان کا مکہ میں ایسی حرکت کرنا یعنی آپ کی بیٹی کی سواری کا تنگ کاٹ کر اسے نیچے گرا دینا بتاتا ہے کہ وہ اس وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو انتہائی بے کس اور بے بس سمجھتے تھے۔

غرض تاریخ میں کثرت سے ایسے واقعات آتے ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک وقت ایسا آیا جو آپ کی

نہایت درجہ کی کمزوری اور بے بسی

پر دلالت کرتا تھا۔ مگر اس کے بعد وہ زمانہ آیا جب نصر اللہ اور فتح آگئی۔ اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے۔ اس زمانہ کی تاریخ کو جب ہم پڑھتے ہیں تو پھر ہمیں اور رنگ کے واقعات دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ نصر اللہ اور فتح کا زمانہ آیا تو ہمیں یہ نظارہ نظر آتا ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب مکہ والوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے "خزاعہ" پر حملہ کر دیا۔ تو انہیں خطرہ محسوس ہوا کہ مسلمان اپنے حلیف قبیلہ کی مدد کے لئے کہیں مکہ پر حملہ نہ کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے ابو سفیان کو مدینہ روانہ کیا۔ تاکہ وہ کسی طرح مسلمانوں کو حملہ سے باز رکھے

جب حدیبیہ کی صلح ہوئی ہے

اس وقت ابو سفیان مکہ میں نہیں تھا۔ انہوں نے ابو سفیان سے کہا کہ تو اب مدینہ میں جا اور مسلمانوں سے کہہ کہ اس معاہدہ کے وقت چونکہ میں موجود نہیں تھا اس لئے وہ معاہدہ میری تصدیق کے ساتھ اب شروع ہو گا اور پھر دس سال کی میعاد بھی تھوڑی ہے اسے بھی بڑھایا جائے۔ وہ مدینہ پہنچا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی ملا۔ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بھی ملا۔ مگر کسی نے

اس کی طرف توجہ نہ کی۔ آخر وہ حضرت علیؓ کے پاس گیا اور ان سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت علیؓ نے مذاق کہا کہ تم مسجد میں جا کر یہ اعلان کر دو۔ کہ میں چونکہ اپنی قوم کا سردار ہوں اور معاہدہ پر میرے دستخط نہیں۔ اس لئے آج سے وہ معاہدہ کیا جاتا ہے۔ اور اس کی اتنی مدت بھی بڑھائی جاتی ہے۔ اس نے اس مذاق کو مان لیا اور مسجد میں سب کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان کر دیا کہ مدینہ والو! تم نے ایسے لوگوں سے معاہدہ کر لیا تھا جن کی کوئی ذمہ داری نہیں

ذمہ داری میری ہے

اور میں اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے چاہتا ہوں کہ معاہدہ کی مدت بھی بڑھ جائے اور میرے دستخط بھی ہو جائیں۔ اور وہ معاہدہ بھی آج سے شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ اب اس پر میری تصدیق ہے اور معاہدہ کی مدت بھی اتنی بڑھا دی گئی ہے۔ اس اعلان پر سب صحابہؓ اس کی اس حماقت کی وجہ سے ہنس پڑے۔ اور اس کو سخت ذلت محسوس ہوئی۔ بعد میں وہ بڑے غصہ میں حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم نے جان بوجھ کر مجھے ذلیل کروایا ہے۔ اور تم لوگ ہمیشہ ہمارے دشمن رہے ہو۔ اس کے بعد وہ ناکام واپس چلا آیا۔

اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے

ابوسفیان کو ایک اور زک

بھی پہنچائی۔ اس کی ایک لڑکی ام حبیبہؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ ابوسفیان کو خیال آیا کہ مدینہ آیا ہؤا ہوں اپنی لڑکی سے بھی مل لوں۔ چنانچہ ابوسفیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر گیا۔ حضرت ام حبیبہؓ نے بستر پر ایک چادر بچھائی ہوئی تھی۔ ابوسفیان اس پر بیٹھنے لگا۔ تو حضرت ام حبیبہؓ نے وہ چادر جلدی سے اس کے نیچے سے کھینچ لی۔ ابوسفیان یہ دیکھ کر کہنے لگا کہ بیٹی کیا بات ہے۔ کیا یہ چادر اس قابل نہیں کہ تیرا باپ اس پر بیٹھ سکے۔ یا میں اس قابل نہیں ہوں کہ میں اس پر بیٹھوں۔ حضرت ام حبیبہؓ نے کہا تم ہی اس قابل نہیں ہو کہ اس چادر پر بیٹھو۔ ابوسفیان نے کہا بیٹی تم نے یہ کیا کہا۔ کیا میں تیرا باپ نہیں ہوں۔ حضرت ام حبیبہؓ نے کہا یہ ٹھیک ہے کہ تم میرے باپ ہو۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ پسند نہیں کرتی کہ جس چادر پر خدا کا رسولؐ بیٹھتا ہے اس پر تم جو خدا اور اس کے رسول کے دشمن ہو بیٹھو۔ اب دیکھو جب

نصر اللہ اور فتح کا زمانہ آیا

تو کس طرح ابوسفیان کو خود اس کی لڑکی نے ذلیل کیا۔ اس کی لڑکی کی نظر میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتنی عزت اور عظمت تھی کہ اس نے یہ بھی پسند نہ کیا کہ جس چادر پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھتے تھے اس پر ابوسفیان بیٹھے پھر وہ دن بھی آ گیا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ والوں پر فتح کامل عطا فرمائی۔ ابوسفیان غیب

اپنے مشن میں کامیاب نہ ہوا بلکہ الٹا ذلیل ہوا تو وہ مکہ کی طرف دوڑا تا کہ مکہ والوں کو صورتِ حال سے باخبر کر دے۔ مکہ والوں نے پھر آپس میں مشورہ کیا۔ اور ابوسفیان سے کہا کہ تم مکہ سے باہر نکل کر پتہ تو لے کہ مسلمان کیا کرنا چاہتے ہیں۔ ابوسفیان ایک منزل ہی باہر گیا تھا کہ اس نے سارا جنگل روشن پایا۔ یہ آگ جو تمام خیموں کے آگے جلائی گئی تھی

ایک ہیبت ناک نظارہ

پیش کر رہی تھی۔ حضرت عباسؓ کی ابوسفیان سے پرانی دوستی تھی۔ انہوں نے ابوسفیان کو دیکھ لیا اور اسے آواز دے کر کہا سنو محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا لشکر خیمہ ڈالے پڑا ہے۔ جلدی سے میرے پیچھے سواری پر بیٹھ جاؤ اور رسول اللہؐ کی خدمت میں چلو۔ کیونکہ حضرت عباسؓ ڈرتے تھے کہ حضرت عمرؓ جو پہرہ پر مقرر ہیں انہوں نے دیکھ لیا تو وہ کہیں اسے قتل نہ کر دیں۔ چنانچہ ابوسفیان حضرت عباس کے پیچھے بیٹھ گیا اور وہ سواری کو ایڑ لگا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جا پہنچے اور ابوسفیان کو دھکا دے کر آگے کیا۔ اور کہا کم بخت آگے بڑھ اور بیعت کر لے۔ اس وقت

دہشت اور خوف کی وجہ سے

ابوسفیان سخت مبہوت ہو چکا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا۔ عباسؓ ابوسفیان کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اور رات اپنے پاس رکھو اور صبح میرے پاس لانا۔ جب صبح وہ حضرت عباسؓ کے ساتھ باہر نکلا تو نماز کا وقت تھا۔ اس نے دیکھا کہ ہزاروں مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہاتھ باندھے صف میں کھڑے ہیں۔ جب آپ رکوع کرتے ہیں تو وہ سب کے سب رکوع کرتے ہیں۔ جب آپ سجدہ کرتے ہیں تو وہ سب کے سب آپ کے ساتھ سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ پھر آپ سجدہ سے سر اُٹھاتے ہیں تو وہ بھی آپ کے ساتھ سر اٹھا لیتے ہیں پھر آپ سجدہ میں جاتے ہیں تو تمام لوگ آپ کے ساتھ سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ پھر تشہد میں بیٹھتے ہیں تو تمام لوگ آپ کے ساتھ تشہد میں بیٹھ جاتے ہیں۔ ابوسفیان نے یہ نظارہ دیکھا تو اس نے خیال کیا کہ یہ سب کچھ اس کے مارنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ اس نے حضرت عباسؓ سے ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ عباسؓ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کہیں میرے قتل کی تدبیر تو نہیں ہو رہی۔ حضرت عباسؓ نے کہا۔ ابوسفیان تیری کیا حیثیت ہے کہ دس ہزار مسلمان تیرے لئے سازش کریں۔ یہ تو نماز ہو رہی ہے۔ ابوسفیان کہنے لگا عباس میں نے

کسریٰ کا دربار

بھی دیکھا ہے اور قیصر کا دربار بھی دیکھا ہے

لیکن میں نے ان کی رعیت کو بھی اس قسم کی اطاعت کرتے نہیں دیکھا جس قسم کی اطاعت یہ لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں۔ یہ لوگ تو مکہ والوں کو کھا جائیں گے۔ تم مجھے اجازت دو کہ میں واپس جا کر مکے والوں کو بتا دوں کہ کیا کچھ ہونے والا ہے تا کہ وہ اپنے بچاؤ کی کوئی صورت کریں۔ پھر حضرت عباسؓ اسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ ابوسفیان آپؐ سے کہنے لگا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کیا یہ ہو سکتا ہے کہ کسی طرح مکہ والے بچ جائیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں جو شخص خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا۔ وہ بچ جائے گا۔ ابوسفیان نے کہا خانہ کعبہ تو بہت چھوٹی جگہ ہے۔ وہاں مکے والے تو نہیں آ سکیں گے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اچھا جو لوگ تیرے گھر میں داخل ہو جائیں گے وہ بھی بچائے جائیں گے۔ ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ میرا گھر بھی تو چھوٹا ہے وہاں بھی ہر شخص پناہ نہیں لے سکے گا۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند کرے گا اُسے بھی کچھ نہیں کہا جائے گا۔ ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ اگر مکہ والوں کو وقت پر یہ خبر نہ مل سکی تو وہ اپنے اپنے گھروں میں کیسے پہنچ سکیں گے۔ اس کے علاوہ بھی کوئی رعایت ہونی چاہیئے۔ آپؐ نے ایک چادر منگوائی اور اس کا ایک جھنڈا بنوایا اور فرمایا۔

یہ بلالؓ کا جھنڈا ہے

آپؐ نے وہ جھنڈا حضرت بلالؓ کے ایک انصاری بھائی کو دیا اور فرمایا۔ جو شخص بلالؓ کے جھنڈے کے نیچے آ جائے گا۔ اسے بھی پناہ دی جائے گی۔ آپؐ کے اس حکم میں بھی ایک لطیف حکمت تھی۔ مکہ والے حضرت بلالؓ کے پاؤں میں رسی ڈال کر انہیں گلیوں میں گھسیٹا کرتے تھے۔ وہ گرمی کے وقت تیز گرمی میں گرم ریت پر لٹا کر جوتوں سمیت اُن

کے سینہ پر ناچتے اور گرم پتھروں پر انہیں گھسیٹتے ہوئے کہتے تھے۔ کہ کہو ایک خدا نہیں۔ بلکہ بہت سے خدا ہیں۔ اس پر وہ کہتے تھے اشھد ان لا إله الا الله واشهد ان محمد رسول الله۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا۔ کہ آج بلالؓ کا دل انتقام کی طرف بار بار مائل ہوگا۔ اگر میں نے انہیں معاف کر دیا۔ تو وہ کہے گا۔ کہ ماریں تو میں کھاتا رہا۔ لیکن جب میرے انتقام کا وقت آیا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

مکے والوں کو معاف کر دیا

اس خیال کے آنے پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کے نام کا ایک جھنڈا بنا کر کہا۔ کہ آج جو شخص بلالؓ کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہوگا اسے بھی پناہ دی جائے گی۔ اس طرح مکہ والے اکثر محفوظ رہے۔ صرف اس طرف کچھ لوگ مارے گئے۔ جس طرف سے حضرت خالد نے حملہ کیا تھا۔ اور

اس کی وجہ یہ تھی

کہ ان لوگوں کو صحیح اطلاع نہیں پہنچ سکی تھی۔ اور انہوں نے حضرت خالدؓ کا مقابلہ شروع کر دیا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ تم لوگوں نے ہی اپنے آدمیوں کو خبر نہیں پہنچائی تھی۔ ورنہ وہ

مقابلہ کر کے

موت کے منہ میں نہ جاتے ؛

(الفضل مورخہ ۲۲ر نومبر ۱۹۵۵ء)

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں
شادی کی مبارک تقریب

ربوہ ۱۲ر نومبر ۱۹۵۵ء بروز جمعرات عصر کے بعد صاحبزادی امۃ المتین بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ بنت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ صاحبزادی صاحبہ موصوفہ کا نکاح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۵ء کے موقعہ پر سید محمود احمد صاحب ناصر ابن حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھا تھا۔

ادارہ بدر اس تقریب سعید پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اور دست بدعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو اسلام اور سلسلہ احمدیہ کے لئے اور دونوں بزرگ خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

تمام احباب جماعت بھی رشتہ کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

یقین کامل

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی معاون ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

(۱)

تاریخ عالم کا عظیم ترین سانحہ وقوع پذیر ہو چکا تھا۔ وجہ تخلیق کائنات۔ اولین و آخرین کا سردار اللہ تعالیٰ سے "ہجرت" کا حکم پا کر رسالت ہی کو لیئے ایک رفیق وفادار کی معیت میں عازم یثرب ہو چکا تھا۔ قریش مکہ کی مجلس ملی آپؐ کے قتل کا فتویٰ صادر کر چکی تھی۔ معاندین قریش کی طرف سے سو اونٹ انعام دیئے جانے کا اعلان ہو چکا تھا اُس شخص کو جو محمدؐ کو گرفتار کر کے لائے گا!

مکہ کے اطراف و جوانب میں کفار کے بہادر آپؐ کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ مختلف ٹولیاں مضافات مکہ کی آبادیوں اور ویرانوں کی طرف جا چکی تھیں۔ گروہ در گروہ عدوان رسول جنگلوں اور پہاڑوں میں اپنے مزعومہ شکار کی تلاش میں ساعی تھے۔ بستان بیابانوں اور نخلستانوں کا جائزہ لیا جا رہا تھا۔ تجربہ کار کھوجی اور کاہن سراغرساں اپنے تجربہ اور مہارت کی داد رؤسائے مکہ سے لینے کے لئے وادی مکہ کے میلوں میل نشیبوں اور فرازوں کی خاک چھان رہے تھے۔

ایک بدبخت ٹولی پھرتے پھراتے اپنے سراغرسانوں کی راہنمائی سے غار ثور کے اس قدر قریب پہنچ گئی۔ کہ غار میں بیٹھے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کانوں میں ان کے قدموں کی چاپ پہنچنے لگی تھی۔ غار کے دہانے کے بالکل قریب پہنچ کر کھوجیوں نے اپنی کوشش کے خاتمہ کا اعلان کرتے ہوئے کہہ دیا کہ ہمارا تجربہ اور مہارت ختم ہو چکی۔ محمدؐ یا تو اس غار کے اندر ہے اور یا پھر آسمان پر چلا گیا ہے۔ اور اس وقت اس غار اور آسمان کے سوا تیسرا کوئی مامن ومادیٰ محمدؐ کا نہیں ہے!

ٹولی کا ہر فرد جو اس عزم کیساتھ گھر سے نکلا تھا کہ وہ آج محمدؐ کو گرفتار کر کے لائیگا اور سو اونٹوں کے انعام سے مالا مال ہونیکے علاوہ رہتی دنیا تک اس اعزاز کیساتھ یاد کیا جائیگا کہ اس نے محمدؐ کو زندہ گرفتار کیا تھا مایوس ہو گیا ان سب چہروں پر حسرت ناک افسردگی چھا گئی۔ غار کی نشاندہی انہیں اپنے عزائم کی قبروں کی صورت میں نظر آنے لگی۔ ان میں سے ہر فرد کے دل میں اس شدید خواہش کی موت نے ٹیسیں پیدا کر دیں کہ کاش وہ محمدؐ کو گرفتار کر سکتا وہ آپس میں مایوسی کی باتیں کرنے لگے۔ ایک نے کہا جب ہم اتنی تگ و دو کے بعد یہاں پہنچے ہیں اور ہمارے ماہر کہہ رہے ہیں کہ محمدؐ یا تو اس غار کے اندر ہے اور یا پھر آسمان پر چلا گیا ہے۔ بےشک ہم آسمان پر نہیں جا سکتے۔ لیکن غار کے تو منہ پر کھڑے ہیں۔ کیوں نہ غار کے اندر دیکھ لیا جائے

غار کے اندر بیٹھے ہوئے محبوب خدا اور صدیق اکبرؓ اپنے متعاقبین کی یہ تمام باتیں سن رہے تھے۔ صدیق اکبرؓ کے چہرے پر حزن و ملال کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔ اور جب آپؓ کے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ "کیوں نہ غار کے اندر دیکھ لیا جائے"۔ تو آپؓ نے نہایت مضطرب ہو کر یاس آمیز لہجہ میں رسول اکرم صلعم کے قریب ہو کر سرگوشی کی یا "رسول اللہ! اگر انہوں نے جھک کر دیکھا تو ہم یقیناً پکڑے جائیں گے" دنیا کا کوئی بھی دوسرا انسان ہوتا تو وہ یقیناً صدیق اکبر کے اس قول سے متفق ہوتا۔ خون کے پیاسے دشمن عین سر پر کھڑے تھے۔ خود ہی اپنا فتویٰ صادر کر چکے تھے۔ کہ محمدؐ اسی غار میں ہے۔ اور ایک نوجوان غار کے اندر دیکھنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا۔ تمام تر حالات مخالف تھے۔ امید کی کوئی شعاع بظاہر نظر نہیں آتی تھی۔ ظاہر بین نگاہوں میں بچاؤ کا کوئی امکان موجود نہ تھا۔ رسول اکرمؐ اپنے کانوں سے دشمنوں کی ساری باتیں سن چکے تھے۔ غار کی طرف بڑھنے والے نوجوان کے پاؤں سے ہٹتی ہوئی کنکریوں کی آواز تک آپؐ کے کانوں میں آ رہی تھی۔ مگر وہ کوہ وقار۔ پیکر عرفان و ایقان صدیق اکبرؓ کی اس سرگوشی سے ذرا بھی متفکر نہ ہوا۔ اس خوفناک ترین منظر سے اس کے دل کی دھڑکن ذرا بھی تو تیز نہ ہوئی۔ اس کے چہرے پر تفکر و اضطراب کا کوئی بھی تو اثر ظاہر نہ ہوا۔ بلکہ صدیق اکبرؓ کے اس مضطربانہ قول کے جواب میں آپؐ نے نہایت اطمینان کے ساتھ فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ ابوبکر! غمزدہ نہ ہو ہم صرف دو نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے۔!!

کتنا بے مثال تیقن ہے یہ۔ اللہ تعالیٰ کی معیت پر کس قدر لازوالی اور غیر متزلزل ایمان ہے یہ۔ ہیں یہ کیوں کہوں کہ تاریخ عالم کے ماضی و مستقبل میں اس کی مثال ناپید ہے جبکہ اس مثال کے پیدا ہونے کا امکان ہی نہیں۔

اور پھر دنیا نے دیکھا اور سنا اور قیامت تک پڑھتی اور سنتی چلی جائے گی کہ اللہ تعالےٰ واقعی اس غار میں آپؐ کے ساتھ تھا۔ کیونکہ وہ نوجوان جو غار کے اندر جھانکنے کے لئے آگے بڑھا تھا۔ یہ کہہ کر واپس مڑا کہ اس غار کے منہ پر تو خدا جانے کتنے دنوں سے مکڑی نے جالے تنے ہوئے ہیں۔ اور محمدؐ تو آج گھر سے نکلا ہے یہ سنتے ہی وہ ساری ٹولی بے نیل مرام واپس لوٹ گئی۔ اب خدا جانے غار کے دہانے پر واقعی مکڑی کا کوئی جالا تھا یا اس بدبخت کی آنکھوں میں جالا پڑ گیا تھا!

اللھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم۔

(۲)

غزوۂ ذات الرقاع سے واپسی پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تھوڑی دیر تک سستانے کا ارشاد فرمایا شدید گرمی کا موسم تھا۔ صحابہ ادھر ادھر درختوں کے سایوں تلے آرام کرنے لگے آپؐ بھی ایک درخت کے سایہ میں استراحت فرما رہے تھے آپؐ نے اپنی تلوار کمر سے اتار کر درخت سے لٹکا رکھی تھی۔

ایک اعرابی دشمن جو موقعہ کی تاک میں تھا۔ یہ دیکھ کر کہ آپؐ اس وقت بالکل اکیلے اور سو رہے ہیں دبے پاؤں آپؐ کے قریب پہنچا آپؐ کی تلوار درخت سے اتار لی۔ اور میان میں سے تلوار نکالنے لگا۔ آپؐ کے آہٹ پا کر بیدار ہونے تک اعرابی تلوار کو میان سے نکال چکا تھا۔ آپؐ کے آنکھیں کھولتے ہی تلوار والا ہاتھ لہراتے ہوئے بولا محمدؐ! بتا اب تجھے میری تلوار کے وار سے کون بچا سکتا ہے؟!

فی الواقعہ اس وقت آپؐ تلوار کی زد میں تھے تلوار آپؐ کے جسم کے کسی بھی حصے پر لگ کر زخم کاری لگا سکتی تھی۔ اعرابی کا بازو ہوا میں لہرا رہا تھا۔ تلوار اپنی خون آشامی سمیت اعرابی کے ہاتھ میں چمک رہی تھی۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں وہ کچھ وقوع پذیر ہو سکتا تھا جو ایسے وقت میں ممکن الوقوع تھا۔

اعرابی کے یہ الفاظ کہ محمدؐ! بتا اب تجھے میری تلوار کے وار سے کون بچا سکتا ہے"۔ کوئی استفہام نہ تھا۔ اگر استفہام ہوتا تو وہ تلوار ہوا میں لہرانے سے قبل یہ سوال کرتا۔ اس کا تلوار کو وار کرنے کے ارادہ سے لہراتے ہوئے یہ سوال کرنا یہ معنی رکھتا تھا۔ کہ وہ اپنے اس سوال کا جواب اپنی تلوار سے خود ہی دیتے ہوئے طنزاً یہ کہنا چاہتا تھا کہ محمدؐ! اب تجھے میری تلوار کے وار سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

انسان اگر سویا ہوا ہو اور اچانک بیدار ہو اور اس کے سامنے اس کا دشمن اسی کی تلوار لے کر نہ صرف کھڑا ہو بلکہ وار کرنے کے لئے ہاتھ اٹھا چکا ہو۔ تو بیدار ہونیوالا اس خوفناک منظر کو دیکھ کر اس قسم کے سوال کا کیا جواب دے گا۔ جو اس اعرابی نے رسول اللہ صلعم پر کیا تھا۔؟ کوئی ہے جو اس منظر کو اپنے آپ پر وارد کر کے اس سوال کا جواب دے سکے؟ کیا ایسے وقت میں یہ یقینی امر نہیں کہ بیدار ہونے والا شخص ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے؟ کیا اس سوال کا جواب ممکن جواب یہی نہیں کہ وہ چلا کر گر جائے گا؟ حدود ممکنات کے اندر اگر زیادہ سے زیادہ کچھ سوچا جا سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ وہ شخص لرزتے ہوئے جسم۔ ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کانپتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر گڑگڑاتی ہوئی زبان سے بہکے بہکے سے اور اکھڑے اکھڑے سے دو نہ قبول ہونے والے الفاظ "رحم کرو" کہہ کر مجسم عجز بن جائے گا!

لیکن دنیا کے اس مقدس اور کامل ترین شخصؐ پر ان حالتوں میں سے کوئی بھی حالت طاری نہیں ہوتی۔ خونخوار دشمن سامنے کھڑا ہے تلوار ہوا میں لہرا رہی ہے۔ ایک تیز ترین لمحے کے اندر ہلاک والا اس کے جسم پر پڑنے والا ہے۔ دشمن فاتحانہ انداز طنز کر رہا ہے "محمدؐ! بتا اب تجھے میری تلوار کے وار سے کون بچا سکتا ہے؟" فرشتے انگشت بدنداں ہیں۔ کائنات دم بخود ہے۔ فضاؤں میں موت کا سا سکوت ہے۔ آسمان کان لگائے اعرابی کے اس طنزیہ سوال کے جواب کا منتظر ہے۔ سوال کے آخری الفاظ ختم ہوتے ہیں "کون بچا سکتا ہے"۔ سوال ختم ہوتا ہے تلوار چمک رہی ہے بھیانک سناٹا ہے۔ "ہے" کا لفظ ابھی اعرابی کی زبان پر ہے۔ زبان ابھی تالو کے نیچے قرار نہیں پا سکی کہ "اللہ" کا لفظ خاموش فضاؤں میں گونج پیدا کر دیتا ہے۔

محمدؐ (اس کی روح پر کروڑوں درود اور سلام) کے دل کی یقین سے پُر گہرائیوں میں سے نکلے ہوئے اس لفظ میں کیا تاثیر تھی۔ اسی جیبا خستگی میں کس قدر قوت مؤثرہ تھی۔ کتنا سحر تھا اس مقدس انسان کی پاک زبان میں کہ ادھر "اللہ" کا لفظ آپؐ کے منہ سے نکلا اور ادھر فاتحانہ انداز میں کھڑا ہوا اعرابی لرزہ براندام ہو گیا اس کا بازو مشلول ہو گیا۔ اس کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ تلوار زمین پر گر گئی اور وہ مجسم التجا بن کر ڈولنے لگا!!

(۳)

"حضور! غضب ہو گیا مجھے یقینی اطلاع ملی ہے کہ مجسٹریٹ حضور کو سزا دینے پر تل گیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس نے فیصلہ بھی لکھ لیا ہے۔ مقدمہ کی مسل مکمل ہو چکی ہے۔ اب کوئی قانونی نکتہ طاقتور دشمن کی انتقامی ذہنیت کے مقابلہ میں کھڑا نہیں ہو سکے گا حضور! میرا مشورہ ہے کہ حضور کچھ عرصہ کے لئے ضلع گورداسپور سے باہر کسی "محفوظ" مقام پر تشریف لے جائیں اور وہاں سے ہماری کا ڈاکٹری سرٹیفکیٹ عدالت میں بھجوا دیں اور پھر جب حالات کچھ درست ہو جائیں گے تو حضور واپس قادیان تشریف لے آئیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "

تاریخ احمدیت میں کرم الدین جہلمی کا مشہور مقدمہ گورداسپور کے ایک مجسٹریٹ کی عدالت میں چل رہا تھا۔ مقدمہ کے تمام تر حالات ناساز تھے۔ دشمن

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

امیر منکرین خلافت کی صریح بددیانتی و مغالطہ انگیزی

کے جواب میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات و ارشادات کی صحیح تشریح

(از مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس)

اخبار پیغام صلح مجریہ ۲۳ ر اکتوبر ۱۹۵۷ء میں مولوی صدرالدین صاحب صدر منکرین خلافت کا ایک خطبہ جمعہ شائع ہوا۔ اس خطبہ میں حسب عادت عناد محمود ایدہ الودود کے سلسلہ میں انتہائی بددیانتی سے کام لیتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات و ارشادات کی صدرالدینیہ غیر معقول تشریح کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی اخبار مذکور میں اس خطبہ کو علیحدہ چھپوا کر جماعت مبایعین میں کثرت سے پھیلانے کا ارشاد بھی کیا گیا ہے۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے اس خطبہ پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے۔ اور اگرچہ ہندوستان میں منکرین خلافت کی باتوں کو چنداں وقعت حاصل نہیں۔ تاہم اس خیال سے کہ ہندوستانی احباب جماعت بھی منکرین خلافت کی تازہ تلبیسات سے آگاہ ہو کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات و ارشادات کی صحیح تفسیر و تشریح کے مطالعہ سے مستفید ہو سکیں۔ اس قیمتی مضمون کو اس جگہ نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

مکرم مولانا شمس صاحب مولوی صدرالدین صاحب کے اسی خطبہ جمعہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

آپ نے ۱۱ر اکتوبر کو علانیہ خدا کے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ جمعہ میں "انجام آتھم" کی مندرجہ ذیل عبارت پڑھ کر سنائی۔

" وان عشیرتی سیرجعون مرۃ اخری الی الفساد۔ ویتزائدون فی الخبث والعناد۔ فینزل یومئذٍ الامر المقدر من رب العباد لاراد لما قضی ولا مانع لما اعطی۔ وانی اراھم انھم قد مالوا الی سیرھم الاولی۔ وقست قلوبھم کما ھی عادۃ النوکی ونسوا ایام الفزع وعادوا الی التکذیب والطغوی۔ فینزل امر اللہ اذا رای انھم یتزائدون۔ وما کان اللہ ان یعذب قوما وھم یخافون۔"

پھر اس کا فارسی ترجمہ سنا کر منکرین خلافت کے مخصوص انداز میں اس کی یہ تشریح بیان فرمائی۔

(۱) "اس عبارت میں حضرت صاحب نے خود بتایا کہ میرے خاندان کے لوگ غلو کی راہ اختیار کریں گے۔"

(۲) "پھر اس عبارت میں بتایا گیا ہے۔ کہ وہ باردوم فساد کی طرف رجوع کریں گے۔ باردوم کا مطلب صاف ہے کہ ایک دفعہ ماننے کے بعد دوبارہ فتنہ ڈالیں گے۔"

(۳) "اور یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

" ایشاں در غلو خود زیادت کردند"

غلو کرنے والے تو وہی ہو سکتے ہیں۔ جو حضرت کے مرتبہ کو حد سے زیادہ بڑھاتے اور مجدد سے نبی بناتے ہیں"۔

(پیغام صلح ۲۳ر اکتوبر ۱۹۵۷ء)

یہ ہیں وہ نتائج جو انجام آتھم کی مذکورہ بالا عبارت سے امیر منکرین خلافت کی عقلی نیر" نے اخذ کئے ہیں۔

ظاہر ہے کہ نتیجہ نمبر ۱ میں امیر منکرین خلافت نے اپنی قوت تلبیس و تدجیل کے زور سے یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ کہ یہاں " عشیرۃ" سے مراد خاندان مسیح موعود علیہ السلام ہے۔ یعنی آپ کی ذریت طیبہ وغیرہ غلو کی راہ اختیار کریں گے۔ جو صریح بددیانتی ہے۔ کیونکہ فقرہ " ان عشیرتی" میں عشیرہ سے مراد آپ کے وہ رشتہ دار ہیں۔ جو آپ کو دعوئے الہام میں نعوذ باللہ جھوٹا سمجھتے تھے۔ اور آپ کے شدید مخالف تھے۔ چنانچہ اس عبارت سے پہلے حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں۔

" ان اللہ خاطبنی فی عشیرتی المعتدین وقال کذبوا بآیاتی و کانوا بھا مستھزئین فسیکفیکھم اللہ (انجام آتھم صفحہ ۲۱۶)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے حد سے تجاوز کرنے والے قبیلہ کے متعلق مخاطب کر کے یہ فرمایا۔ کہ انہوں نے میرے نشانات کو جھٹلایا اور وہ ان سے استہزاء سے پیش آئے۔ پس اللہ تعالیٰ تیری طرف سے ان کو کافی ہوگا۔

کیا اس عبارت کی موجودگی میں کوئی ذی ہوش عقلمند انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں " عشیرتی" سے مراد آپ کی اولاد ہے۔ لیکن امیر منکرین خلافت کی عبارت ملاحظہ ہو کہ وہ یہاں عشیرۃ سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ لیتے ہیں۔ بھلا اس سے بڑھ کر تدجیل و تلبیس کیا ہو سکتی ہے؟

(۲) اسی طرح امیر منکرین خلافت نے "باردوم" سے یہ نتیجہ نکال کر کہ وہ ایک دفعہ ماننے کے بعد دوبارہ فتنہ ڈالیں گے۔ قارئین اخبار کو یہ بتانے کی ناکام سعی کی ہے کہ یہاں " عشیرۃ" سے مراد آپ کی اولاد وغیرہ ہیں۔ جو آپ کو ماننے کے بعد دوبارہ فتنہ ڈالیں گے۔ مگر ہر وہ شخص جو عربی سے ذرا بھی مس رکھتا ہے جانتا ہے کہ " سیرجعون مرۃ اخری الی الفساد" میں فساد کی طرف دوبارہ رجوع کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ پہلے بھی فسادی تھے پھر کچھ مدت کے لئے وہ فساد چھوڑ دیں گے اور پھر دوبارہ فساد مچائیں گے۔ و یتزائدون فی الخبث والعناد اور خبث و عناد میں ترقی کریں گے

پھر فرماتے ہیں:۔

" وانی اراھم انھم قد مالوا الی سیرھم الاولی وقست قلوبھم کما ھی عادۃ النوکی ونسوا ایام الفزع وعادوا الی التکذیب والطغوی۔"

(انجام آتھم صفحہ ۲۲۳)

اور یقیناً میں اب (۱۸۹۶ء میں) انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی پہلی عادت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اور ان کے دل پھر سخت ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ جاہل بیوقوفوں کی عادت ہے اور وہ ایام خوف و فزع فراموش کر بیٹھے ہیں۔ اور زیادتی اور تکذیب کی طرف عود کر آئے ہیں۔

اس عبارت سے قارئین کرام بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں نہ تو ان کے ماننے کا ذکر ہے۔ اور نہ یہ الفاظ کسی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ پر منطبق ہو سکتے ہیں۔ کیا امیر منکرین خلافت بتا سکتے ہیں کہ آپ کی ذریت طیبہ پہلے بھی ان کے نزدیک فسادی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مکذب تھی۔ اور پھر ایمان لانے کے بعد ۱۸۹۶ء میں پھر آپ کی تکذیب اور فساد کی طرف مائل ہو گئی تھی۔ اور اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر امیر منکرین خلافت نے یہ تدجیل اور تلبیس کیوں کی!

(۳) تیسرا نتیجہ امیر منکرین خلافت نے فارسی ترجمہ

" و ایشاں در غلو خود زیادت کردند"

کے لفظ غلو سے نکالا ہے۔ اور وہی مخصوص ایمانداری کو یوں مظاہرہ کیا ہے۔

" غلو کرنے والے تو وہی ہو سکتے ہیں جو حضرت کے مرتبہ کو حد سے زیادہ بڑھاتے اور مجدد سے نبی بناتے ہیں"

غلو کی جو تشریح امیر منکرین خلافت نے کی ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ ان کا دل تقویٰ اللہ سے خالی اور ویران اور مکر و فریب سے معمور ہے۔ کیونکہ اس جگہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غلو سے تکذیب اور عدوان میں غلو مراد لیا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس، احمد بیگ، محمدی بیگم کے والد اور اس کی دونوں پھوپھیوں اور اس کی دادی کی ہلاکت کا ذکر کر کے فرماتے ہیں

" وکان کل احد من الغالین المعتدین"۔

اور ہر ایک ان میں سے غلو کرنے والا اور حد سے زیادہ فسادی تھا۔ اور احمد بیگ اور اس کے خاندان کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعویٰ میں جھوٹا سمجھتے تھے فرماتے ہیں کہ الہام فسیکفیکھم اللہ میں ان کے متعلق یہ اشارہ کیا گیا تھا کہ

" عذاب در صورت تکذیب و غلو در تکذیب واقع خواہد شد"۔

(انجام آتھم صفحہ ۲۱۸)

کہ آپ کے قبیلہ کے مکذبین اور ہنسی و تمسخر کرنے والوں پر عذاب اس وقت آئے گا جب وہ آپ کی تکذیب میں غلو کریں گے اور اس سے آگے فرماتے ہیں۔

" فلما کذبوا بعد التزویج وقاموا بالاستھزاء وذونی بانواع الایذاء فامات اللہ اباھا احمد و بدل ضحکھم بالبکاء" (انجام آتھم صفحہ ۲۱۸)

پس جب انہوں نے (محمدی بیگم کی) شادی کے بعد تکذیب کی۔ اور استہزاء کیا۔ اور مجھے کئی طور سے ایذا دی تو اللہ تعالیٰ نے لڑکی کے والد احمد بیگ کو موت دی تو ان کی ہنسی رونے سے بدل گئی اور پھر:۔

" پس عنقریب امر عذاب ایشاں نازل خواہد شد۔ چوں خواہد دید کہ ایشاں در غلو خود زیادت کردند"

میں غلو سے مراد بھی تکذیب میں غلو کی زیادتی مراد ہے اور اس وقت عذاب کا آنا بھی لازمی ہے ان عبارات کے ہوتے ہوئے امیر منکرین خلافت کی یہ کتنی بڑی بددیانتی ہے کہ وہ غلو سے آپ کے مرتبہ کو حد سے زیادہ بڑھانا اور مجدد سے نبی بنانا مراد لے رہے ہیں۔ اگر غلو سے مراد یہی ہوتی تو پھر [illegible] قادیان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ کو تو ۱۹۱۴ء میں ہی مورد عذاب الٰہی ہو کر ہلاک ہو جانا ضروری تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی تائید و نصرت سے نوازا اور ان کی اقلیت اکثریت میں تبدیل ہو گئی۔ اور منکرین خلافت باوجود دعویٔ اکثریت اور جماعت کا پچانوے فیصدی ہونے کے کم ہوتے چلے گئے۔ اور اکثریت کے دعویٰ پر مفتخر ہونے کے بعد آج کھسیانی بلی کی طرح اپنی اقلیت کو اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ زمانہ دور نہیں جبکہ ان کی موجودہ اقلیت بھی معدوم کے حکم میں ہو جائے گی۔ اور آیت کان لم یغنوا بالامس کا مصداق بن جائے گی۔

امیر منکرین خلافت نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۱ر اکتوبر میں "قادیانی جماعت کے متعلق الہامات اور پیشگوئیاں" کا ذکر کرتے ہوئے ایک الہام یہ بھی پیش کیا ہے۔

"اور اس بارے میں قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا۔ اُخرج منہ الیزیدیون یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔"

(ازالہ اوہام طبع اول ص۷۲)

اور اس کی تشریح میں امیر المنکرین خلافت نے کہا "اس عبارت میں "اخرج" کے معنے پیدا کئے گئے ہیں۔ حضرت صاحب نے خود کئے ہیں۔ لیکن ربوہ والوں کو حضرت مرزا صاحب کا ترجمہ پسند نہ آیا اس لئے انہوں نے ترجمہ کیا ہے۔ "یزیدی لوگ نکالے گئے"۔ اگرچہ یہ ترجمہ حضرت صاحب کے ترجمہ کے خلاف ہے۔ لیکن خدا کی شان ہے کہ یہ معنے بھی انہی پر صادق آ گئے"۔ چونکہ امیر منکرین خلافت کے نزدیک نکالے جانے کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ترجمہ کے خلاف ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک تو یہ پیشگوئی نہیں بن سکتی۔

الیزیدیون سے مراد وہ غیر احمدی ہیں جو قادیان میں رہتے تھے۔ اور وہ اپنی فطرت میں یزیدی لوگوں کی فطرت سے مشابہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الہام کی جو تشریح فرمائی۔ وہ اپنے معنوں کے لحاظ سے بالکل صحیح اور درست ہے۔ لیکن اگر اس الہام میں اُخرج سے ظاہری اخراج مراد لیا جائے تو پھر یقیناً اس سے منکرین خلافت ہی مراد ہیں۔ نہ کہ مبائعین۔ کیونکہ ازالہ اوہام میں اسی الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"دمشق کا لفظ بطور استعارہ لیا گیا۔ تا پڑھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے وہ زمانہ آ جائے جس میں لخت جگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حسینؓ کی طرح کمال درجہ کے ظلم اور جور وجفا کی راہ سے دمشقی اشقیاء کے محاصرہ میں آ کر قتل کئے گئے۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ ص۷۲)

اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ یزید کو کیوں برا سمجھا جاتا ہے۔ اسی لئے کہ اس نے اہل بیت کو اذیت پہنچائی۔ ان سے انسانیت سوز سلوک کیا ان کی تحقیر کی گئی۔ اور لخت جگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی اور انہیں قتل کرایا۔ اور جماعت احمدیہ میں سے جس گروہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت اور ذریت طیبہ کی مخالفت کی اور انہیں نعوذ باللہ گمراہ اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے دور اور آپ کی توہین کرنے والے قرار دیا اور کئی کئی برے القاب سے انہیں یاد کیا۔ اور اس طرح یزیدیوں سے مشابہت پیدا کر کے اپنے آپ کو الیزیدیون کا مصداق بنایا۔ وہ یقیناً منکرین خلافت کا گروہ ہے جنہوں نے ابتدا سے اختلاف میں یہ جانتے ہوئے کہ مرکز سے جماعت کو وابستگی ہے۔ اور اس کا دعا کے باوجود کہ جماعت کی اکثریت ان کے ساتھ ہے۔ اور اس علم کے باوجود کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کو صدر انجمن احمدیہ کا ہمیشہ کے لئے مرکز قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ اپنے ایک کشف میں قرآن مجید کے نصف کے قریب قادیان لکھا ہوا دیکھا۔ اور فرمایا کہ "قرآن مجید میں تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ لکھا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان"۔ (ازالہ اوہام حاشیہ ص۳۴) اور یہ کہ اب قادیان

"مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہو گا"۔

(ازالہ اوہام حاشیہ ص۳۱)

اور یزیدی لوگ اس میں نہیں رہ سکیں گے قادیان کو چھوڑ دیا۔ اور لاہور میں ڈیرے لگا دیئے اور اخرج منہ الیزیدیون کا اپنے آپ مصداق بنالیا۔

اور جماعت مبائعین کی قادیان سے ہجرت اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ہوئی۔ اور احمدیوں کے لئے زیادتی ایمان کا موجب بنی۔ جیسا کہ میں اپنے مضمون مندرجہ الفضل ۱۳ر اپریل ۱۹۵۵ء میں تفصیل سے ذکر کر چکا ہوں۔

(۳) کرشمہ جہالت

پھر امیر منکرین خلافت کی جہالت کا ایک اور کرشمہ ملاحظہ فرمایئے۔ آپ نے "قادیانی جماعت کے متعلق الہامات اور پیشگوئیاں" کا ذکر کرتے ہوئے اپنا امیرانہ نکتہ یوں فرمایا۔

"ایک یہ بھی الہام الٰہی ہے کہ (ان) علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ میں ان کے چولہے ہیں اور میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں۔ میری عبادت گاہ کو عشرت کدہ بنا دیا گیا اور دنیا داروں کی طرح نفس پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ اور اس طرح میرے گھر کا حلیہ خراب کر دیا۔"

گویا منکرین خلافت کے نزدیک اس الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ اور قادیان میں رہنے والی جماعت احمدیہ کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اور صدر منکرین خلافت نے اپنے ٹریکٹ "خطاب بہ اہل ربوہ" میں یہ الہام ذکر کر کے لکھا ہے۔

"کیا خلیفہ قادیان کے موجودہ خلفاء نے حضرت کے گھر کو نہیں بدل ڈالا۔ کیا آپ کی عبادت گاہ اور پرستش کی جگہ میں ان کے چولہے اور پیالے اور ٹھوٹھیاں نہیں رکھی گئیں۔ واضح ہو کہ آپ کا گھر عبادتگاہ اور پرستش کی جگہ کبھی مولویوں کے قبضہ میں نہیں آئی۔ یہ صاف طور پر ان ہی لوگوں کا نقشہ ہے"۔

گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الہام کی جو تشریح کی وہ غلط ہے۔ اور صدر منکرین خلافت کی تشریح درست ہے۔ امیر منکرین خلافت اور ان کے پہلے صدر منکرین خلافت نے اس الہام کے سمجھنے میں جو پہلی غلطی کھائی ہے یا عمداً بددیانتی کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ "میرے گھر" اور "میری عبادت گاہ" اور "میری پرستش کی جگہ" اور "میرے نبی" میں "میرے" اور "میری" کا قائل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ امیر منکرین خلافت نے کہا۔

"کہ حضرت فرماتے ہیں کہ کہاں میرا مقام عبادت اور کہاں ان کے چولھے؟"

حالانکہ یہ الہام ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی مقام پر ازالہ اوہام میں اس الہام کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ

"عبادت گاہ سے مراد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں جو دنیا سے بھرے ہوئے ہیں۔"

"اُخرج منہ الیزیدیون" پر اخرج کے ترجمہ "نکالے گئے" کے متعلق تو امیر منکرین خلافت نے جھٹ لکھ دیا کہ یہ ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ترجمہ کے خلاف ہے۔ لیکن نہ معلوم اس الہام کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فرمودہ تشریح کو کیوں نظر انداز کر گئے۔

ظاہر ہے کہ اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مخالف اور مکذب علماء کا ذکر فرما رہے ہیں۔ جن کی طرف الہام میں "ان" کے لفظ سے اشارہ کیا گیا ہے۔ اگر "ان علماء" سے احمدی علماء کی طرف یہ اشارہ ہوتا تو ۱۸۹۱ء میں جب یہ الہام نازل ہوا تھا اس سے مراد نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ اور حضرت حکیم مولوی فضل دین بھیروی رضی اللہ عنہ وغیرہ ہی ہو سکتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر احمدی مولویوں کی اکثریت کا ذکر فرما کر ثابت کر دیا کہ الہام میں "ان" کا اشارہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی نذیر حسین دہلوی وغیرہ کی طرف ہے نہ کہ احمدی علماء کی طرف

بالفرض اگر یہاں اپنے آپ کو احمدیت کی طرف منسوب کرنے والے مولویوں کا ذکر ہوتا۔ تو یقیناً اس سے مولوی صدر دین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مرحوم اور دیگر پیغامی مولوی مراد ہوتے جنہوں نے اہل دنیا سے ڈر کر دنیا کے حصول کی خاطر حضرت امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کو اصل مقام سے گرانے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا اور آپ کو وہ مرتبہ اور مقام نہ دیا جو اس الہام سے پہلے الہام یعنی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وکان اللہ غفوراً رحیماً میں دیا گیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے مسیح موعودؑ لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم واقعی خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔ گویا آپ کی پیروی کے بغیر آج کوئی شخص خدا تعالیٰ کا محبوب نہیں بن سکتا۔ کیونکہ آپ خاتم الاولیاء ہیں جس کا آپ کے الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ

"لا ولی بعدی الا الذی ھو منی وعلیٰ عھدی"

کہ میرے بعد اب سوائے اس کے جو مجھ سے ہو اور میرے طریق پر ہو اور کوئی ولی نہیں ہو سکتا۔ کیا منکرین خلافت یہ اعلان کریں گے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام سمجھتے ہیں؟ وغیرہ باید۔

(۴)

"ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"

امیر منکرین خلافت نے اس الہام کا ذکر کر کے کہا

"اس الہام میں اس شہر لاہور کو مدینہ سے مشابہت دی گئی ہے چنانچہ احمدیہ بلڈنگس میں مسجد کے ساتھ والے مکان میں آپ کی وفات ہوئی۔"

اس جگہ امیر منکرین خلافت نے عمداً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فرمودہ تشریح سے اس لئے گریز کیا ہے کہ اس سے ان کا مطلب حل نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الہام کے ساتھ دو اور الہام بھی لکھے ہیں:۔

كتب الله لاغلبن انا ورسلی۔ سلام قولاً من رب رحیم۔ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔"

اس کی تشریح میں حضور فرماتے ہیں:۔

"اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں اس کے یہ معنے ہیں کہ قبل از موت مکی فتح ہو گی جیسا کہ وہاں دشمن کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائیں گے دوسرے یہ معنے ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہو گی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے فقرہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی مکہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور فقرہ سلام قولاً من رب رحیم مدینہ کی طرف۔" (تذکرہ ص۵۸۲) (باقی)

اسلام کے برطانوی مبلغ جناب بشیر احمد صاحب آرچرڈ کی قادیان میں تشریف آوری پر

درویشان قادیان کی طرف سے پیش کردہ ایڈریس اور اُس کا جواب

ایڈریس

گذشتہ دنوں درویشان قادیان کی طرف سے جو ایڈریس ہمارے انگریز بھائی جناب بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلغ اسلام کی خدمت میں انگریزی زبان میں پیش کیا گیا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ قارئین حضرات کے لئے ذیل میں درج ہے۔ انگریزی ایڈریس مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے نے تحریر فرمایا تھا۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت محترم بھائی مسٹر بشیر احمد صاحب آرچرڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم یہاں آپ کے لئے جذبات مسرت واخوت کے اظہار کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

اے محترم بھائی! آپ کے وجود میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ آپؑ نے خواب میں لنڈن میں لیکچر دیا۔ اور سفید پرندے پکڑے۔ جس کی آپؑ نے یہ تشریح فرمائی تھی کہ یورپ میں میری تحریریں پہنچیں گی اور وہ لوگ مجھے قبول کریں گے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آپ ان پرندوں میں سے جو شجر احمدیت کے سایہ میں سکینت یاب ہوئے اور جو حضرت اقدس نے پکڑے تھے ایک ہیں اور قبولِ احمدیت کے بعد آپ فضائے روحانیت میں بلند پرواز کر رہے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ اپنی مخلصانہ مساعی سے اپنے جیسے اور پرندوں کو بھی آغوشِ اسلام واحمدیت میں لا رہے ہیں۔

فی زمانہ جبکہ مادیت کی تیز رَو مغرب سے مشرقی نصف کرہ کی طرف تیزی سے بہہ رہی ہے۔ ہم خوشی محسوس کرتے ہیں کہ مشرق سے روحانیت کی رَو مغرب کی طرف آگے بڑھ رہی ہے۔ اور روحانی چشمہ ہندوستان میں اُبل رہا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ نے قادیان کے چشمہ سے سیراب ہو کر مغرب کی مادی خوشی اور زینت کو ترک کر دیا۔ گو مشرق مادی لحاظ سے اس وقت پیچھے ہے لیکن روحانی برتری میں اس نے مغرب کو فتح کر لیا ہے۔

اے معزز بھائی! آپ اس کے زندہ ثبوت ہیں۔ بے شک آپ کے وطن کی تاریخ شاندار ہے۔ اور اہلِ انگلستان اعلیٰ اور برتر اخلاق اور کیریکٹر کے لئے مشہور ہیں۔ تاہم ان کے موجودہ کیریکٹر کی بنیاد تقریباً مادیات پر ہے اور اس کی تکمیل اور ترقی کے لئے روحانی امداد درکار ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ضرورت احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی روحانی رہنمائی سے پوری ہو جائے گی۔

مادیت کی تاریک فضا اور بدترین دنیاداری میں احمدیت حقیقۃً روشنی کا ایک بلند مینار ہے اور اندھیرے میں بھٹکتی دنیا کو راہ دکھلانے کے لئے صحیح ہدایت ہے۔

مبارک ہیں وہ جو وقت پر احمدیت کی اعلیٰ تعلیمات کو سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ احمدیت اندرونی طور پر دلوں کو اطمینان بخشتی ہے اور بیرونی طور پر اقوام کو حفاظت وامن عطا کرنے والی ہے۔ وہ ناچیز انسانوں کا زندہ رحیم وکریم خدا سے تعلق جوڑتی ہے۔ جو بندوں کی عاجزانہ دعاؤں کو سنتا اور قبول فرماتا ہے۔

پیارے بھائی! ہماری درخواست ہے کہ آپ ہمارے سامنے اپنے وسیع تجارب کا ایک حصہ بیان کریں۔ جو دیگر ممالک کی سیاحت سے آپ نے حاصل کئے ہیں۔ اور یہ بھی خواہش ہے کہ آپ ہمارا اسلام ہمارے بیرونِ ہند کے بھائیوں کو پہنچا دیں۔ گو وہ مقدس مرکز سے جُدا اور دور ہیں۔ لیکن وہ ہماری طرح اس پاک مقام کی زیارت کرنے اور یہاں ٹھہرنے کے لئے بیتاب ہیں۔ جو کہ حضرت موعود اقوام عالم کی جائے پیدائش اور انکا مسکن ومدفن ہے۔ خدا تعالیٰ وہ دن جلد لائے جب انکی اس خواہش کے پورا ہونے کیلئے ضروری سہولتیں میسر ہو جائیں۔

آپ ہماری طرف سے ان کی خدمت میں عرض کریں کہ ہم ان کی روحانی اور دنیوی بہتری کیلئے اور اسلام کی اشاعت کے لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں اور اس اعلیٰ مقصد کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے اور استقامت عطا کرے کہ ہم ان مقدس مقامات کی خدمت کر سکیں جن کی خاطر ہم غیر معمولی حالات میں یہاں پر قیام پذیر ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اور سب ہم عقیدہ بھائیوں پر اپنے فضلوں کی بارش کرے اور آپکو صداقت کی اس روشن مشعل کو تمام دنیا میں لے جانے کی توفیق عطا کرے۔ اور آپکے تمام کاموں میں برکت ڈالے۔ آمین۔

ہم ہیں آپ کے بھائی

درویشان قادیان

جناب بشیر احمد صاحب آرچرڈ کی طرف سے ایڈریس کا جواب

پیش کردہ ایڈریس کے جواب میں جناب بشیر احمد صاحب آرچرڈ نے انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

احمدی برادران و احباب کرام!

دس سال کے بعد میں قادیان واپس آیا ہوں میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ کی طرف سے مجھے خوش آمدید کہی جا رہی ہے

قبول احمدیت کی سرگذشت

میرے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرنے کی سرگذشت یہ ہے کہ میں گذشتہ جنگ عظیم میں ہندوستان آیا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ برما رجمنٹ میں مجھے احمدیت کا پیغام ملا۔ دس ہفتے کی رخصت ملی مجھے کہیں اور نہیں جانا تھا۔ اس لئے مجھے قادیان آنے کی تحریک کی گئی۔ اُس وقت کے میرے حالات کے لحاظ سے برما فرنٹ سے اتنا طویل سفر طے کر کے قادیان آنا آسان کام نہ تھا۔ اسلئے میں نے قادیان آنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ تحریک کرنے والے دوست میرا یہ فیصلہ سن کر کبیدہ خاطر ہوئے اس پر میں نے پھر ارادہ کر لیا اور قادیان کے سفر کے لئے تیار ہو گیا۔ اس دوست نے قادیان اطلاع دی۔ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے مکان میں آیا۔ دو دن کے قیام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر مختلف احباب سے ملاقات کی۔ اور احباب جماعت کے عمدہ اور پسندیدہ اخلاق سے اسقدر متاثر ہوا کہ دو دن کے بعد جاتے ہوئے میں نے جناب ناظر دعوت وتبلیغ قادیان کو کہا کہ میرے عقائد بھی آپ جیسے ہو گئے ہیں۔

قادیان کے ماحول کا نیک اثر

جب میں امرتسر پہنچا اور گاڑی میں ملٹری کے احباب کو دیکھا کہ ناپسندیدہ باتیں اور حرکات کر رہے ہیں تو قادیان اور بیرون قادیان ...... کی فضا کا نمایاں فرق محسوس ہونے لگا۔ اس سے پہلے میں شراب نوشی کیا کرتا تھا مگر قادیان سے واپسی پر میں نے شراب ترک کر دی میرے پاس جو شراب کا سٹاک تھا میں نے پھینک دیا۔ ملٹری افسروں نے دیکھا تو تعجب کیا اور یہ بھی کہا کہ شراب کا سٹاک ضائع کیوں کیا یہ سٹاک ہمیں دے دیتے۔

بیعت

بہرحال قادیان کی زیارت کا مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ میں نے قادیان سے خط وکتابت جاری رکھی جس میں مجھے میرے پیش آمدہ شبہات کا جواب ملتا رہا۔ اور رفتہ رفتہ چند دن گذرنے پر مزید تحقیق کے بعد مجھے یہ یقین ہو گیا کہ احمدیت ہی اللہ تعالیٰ کو پانے کا راستہ ہے چنانچہ میں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ جو شرف قبولیت پا گیا۔

خدمت اسلام کے لئے وقف زندگی

جنگ کے اختتام پر میں لندن بھیجد یا گیا۔ اور ملٹری سے فارغ ہو گیا۔ اس جگہ میں امام مسجد لنڈن جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس سے ملا اور بتایا کہ میں خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنا چاہتا ہوں انہوں نے میری درخواست سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں قادیان بھیج دی جسے حضور نے ازراہِ نوازش منظور فرما لیا۔

مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کی خدمت

اس کے بعد خدا کے فضل سے مجھے مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کا موقعہ ملا۔ دو تین سال لنڈن میں تقریریں کرنے اور اسلامی لٹریچر تقسیم کرنے اخبارات میں مضامین لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پھر گلاسگو (سکاٹ لینڈ) میں تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا۔ جہاں چند سکاٹش افراد نے احمدیت قبول کی۔ جب کسی عیسائی مشنری سے میرا مباحثہ ہوتا اُس وقت سب سے زیادہ مجھے ہوتا۔ یہ مباحثہ اسلام اور عیسائیت پر ہوا تو باری باری اپنے اپنے مذہب پر پہلے بیس بیس۔ دس دس پھر پانچ پانچ منٹ تقاریر کرتے۔

اس کے بعد جزائر غرب الہندیہ متعین کیا گیا۔ ان جزائر میں جزیرہ ٹرینی ڈاڈ میں میرا قیام تھا۔ وہاں دو لاکھ کے قریب ہندوستانی آباد ہیں۔ جن میں سے اکثریت ہندوؤں کی ہے میرے دوسرے ساتھی مسلمانوں میں تبلیغ کرتے کیونکہ وہاں کے مسلمان بھی اسلام سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ اور میں عیسائیوں میں جو کہ افریقہ کے حبشی ہیں کام کرتا۔ ٹرینیڈاڈ کے قریب ایک اور جزیرہ میں بھی کام کرتا رہا ہوں جس کی آبادی ۸۰ ہزار ہے۔ وہاں بھی نیگرو ہی ہیں۔ میں ہی پہلا شخص ہوں جس نے اس جزیرہ میں اسلام کا پیغام پہنچایا ان کو اسلام کا پیغام عجیب معلوم ہوتا تھا۔ خدا کے فضل سے ان میں سے بعض افراد حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ میرے نزدیک اسلام کی ترقی کے لئے یہ علاقہ بہت زرخیز ہے۔

اسلام زندہ اور خدا نما مذہب ہے

اگرچہ اصولی طور پر میں تمام مذاہب کی صداقت کا قائل ہوں لیکن اس زمانہ میں میرے نزدیک مذہب اسلام بہترین مذہب ہے اور یہی مذہب ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ

احمدیہ نے اس زمانہ میں ہم تک پہنچایا ہے۔ جو انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کر دیتا ہے اور پھر اس سے ہمکلامی کا شرف بخشتا ہے میرا ایمان ہے کہ حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے بھیجے مرسل تھے۔ آپ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر زمانہ مستقبل کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں کیں جو پوری ہو رہی ہیں۔ چنانچہ میرا اپنا وجود بھی آپ کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے جبکہ ستر سال قبل حضور نے بتایا کہ آپ کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اس وقت قادیان کی کسی کو خبر نہ تھی۔ اور یہ ایک گمنام گاؤں تھا۔ اس وقت آپ نے خبر دی کہ اسلام کا پیغام آپ کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور لوگ اسے قبول کریں گے۔ اور خدا کے فضل سے آپ کی پیشگوئی اُن ہزاروں افراد کے ایمان لانے اور حلقہ بگوش اسلام ہونے کے ذریعہ پوری ہوئی جو آپ کی آواز پر غیر ممالک سے کھینچے چلے آتے ہیں۔ اور میں بھی انہی پروانوں میں سے ایک پروانہ ہوں۔

جن دنوں میں ٹرینیڈاڈ میں فریضہ تبلیغ سرانجام دے رہا تھا۔ ہندوستان کے ایک افسر اعلیٰ پہنچے اور میں نے ان کو اسلامی لٹریچر دیا۔ تو وہ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے کہ یہاں ہندوستان سے دس ہزار میل کے فاصلہ پر قادیان کے مذہب کے ایک پیرو موجود ہیں۔

آخر میں آپ نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری باتوں کو کمال توجہ سے سنا ہے اور اس کے لئے وقت صرف کیا ہے۔

یقین کامل

(بقیہ صہ)

پوری طرح اس مقدمہ کے تمام پہلوؤں پر حاوی تھا۔ پنجاب کے تمام مذاہب اور فرق کے لوگ ملّۃ واحدہ ہو کر سلک عداوت میں منسلک ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل اور احمدیت کے بیوان کو گرانے کی کوشش میں اپنے باہمی اختلافات کو بھلا کر اپنی طرف سے مقدمہ کو سنگین تر بنا چکے تھے۔ مجسٹریٹ اپنی مذہبی عصبیت کی رو میں بہتا نظر آ رہا تھا۔ اور اس قسم کی متواتر خبریں مخلصین جماعت کو متوحش بنا رہی تھیں کہ مجسٹریٹ کا ارادہ نیک نہیں ہے حالات ہی کچھ اس قسم کے تھے کہ جماعت کے تمام افراد جو اس مقدمہ کے حالات سے واقف تھے۔ ان کے دل اس خوف سے بیٹھے جا رہے تھے کہ مبادا مجسٹریٹ حضور کو سزا دیدے۔

حقیقت بھی یہی تھی کہ مقدمہ سنگین تھا۔ اور مجسٹریٹ کا ارادہ بھی نیک نہ تھا۔ بلکہ بعد کے حالات نے اس امر کا ثبوت بہم پہنچایا۔ کہ مجسٹریٹ آپ کو سزا دینے کا فیصلہ لکھ چکا تھا اور اگلی پیشی پر سنانے والا تھا۔ اور اگر مجسٹریٹ کو سزا کا فیصلہ سنانے کا موقعہ مل جاتا۔ تو دشمن ہمیشہ اسے احمدیت کے خلاف استعمال کرتا۔ حال اور مستقبل کے انہی خدشات کے تصور سے خوفزدہ ہو کر خواجہ کمال الدین صاحب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دہشت ناک خبر عرض کر رہے تھے

"حضور غضب ہو گیا۔۔۔۔"

خواجہ صاحب نے ایک ہی سانس میں یہ سب کچھ کہہ ڈالا۔ دربار مہدی کے حاضرین جوں جوں اس خبر کو سنتے جاتے تھے ان پر لرزہ طاری ہوتا جاتا تھا اور سخت پریشانی کے عالم میں مستقبل قریب کے متوقع حادثہ کے خیال سے ان کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔

حضور نے نہایت اطمینان کے ساتھ اس خبر کو سنا آپ اس وقت پلنگ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب نے بات ختم کرتے ہی آپ جلدی سے اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا:-

"خواجہ صاحب! میں شیر ہوں۔ اور شیر بھی خدا کا۔ شیر، وہ بھلا خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے؟" اللہ اللہ کتنا یقین تھا اللہ تعالیٰ پر۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر اور قادر مطلق کی تائید پر!

اور پھر دنیا نے دیکھا کہ خدائی فعل نے اس پر شہادت دی اور وہ مجسٹریٹ قبل اس کے کہ اپنے لکھے ہوئے فیصلہ کو اگلی پیشی پر سناتا۔ تبدیل ہو کر کسی دوسری جگہ چلا گیا اور قادر مطلق نے ہوا کا رُخ ہی پلٹ دیا۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلی امطاعہ

درخواست دعا

خاکسار کو بعض مالی مشکلات درپیش ہیں ان کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار قریشی مطیع اللہ از سیالکوٹ

تحریک مرمت مقاماتِ مقدسہ

جماعت احمدیہ شموگہ کا قابلِ تقلید شاندار نمونہ

چونکہ گذشتہ دو تین سالوں کی سخت بارشوں کی وجہ سے قادیان کے مقاماتِ مقدسہ اور احمدیہ ایریا کے مکانات کو شدید نقصان پہنچا ہے جنکی مرمت و تعمیر کی طرف فوری توجہ درکار ہے۔ اس لئے جماعتوں و مخلصین احباب کو اس بابرکت کام میں شمولیت کے لئے اخبار بدر اور سائیکلوسٹائل تحریکوں کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔

اس تعلق میں مولوی مبارک علی صاحب مبلغ علاقہ میسور متعین بنگلور نے یہ اطلاع دی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ شموگہ نے مرمت مقاماتِ مقدسہ کی تحریک میں مسجد اقصیٰ میں ٹنکہ لگوانے کے کل اخراجات کیلئے مبلغ ۵۰۰/- پیش کیا ہے۔ اور یہ رقم مرکز میں بھجوا دی گئی ہے جماعت شموگہ نے اس تحریک میں مزید رقم بھجوانے کا بھی وعدہ کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ شموگہ کے مخلصین کی قربانی قبول فرمائے۔ اور انہیں آئندہ بھی بیش از بیش خدمات کے مواقع عطا فرماتا رہے۔ آمین۔ نیز دیگر جماعتوں اور مخلصین کو جماعت شموگہ کے قابلِ قدر نمونہ کے مطابق اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرما دے۔

ناظر بیت المال قادیان

ٹبورا (مشرقی افریقہ) میں تبلیغی مساعی

(بقیہ صفحہ اول)

احسن الجزاء۔

جلسہ کے بعد باہر سے آنے والے مہمان چند دن ٹبورا میں رہے اور شہر میں خاص طور پر تبلیغ کی گئی جس کا شہر کے لوگوں پر خاص اثر ہوا۔

اس جلسہ کی رپورٹ انگریزی روزنامہ ٹانگانیکا سٹینڈرڈ میں شائع ہوئی۔

احمدیہ سپورٹس کلب

ہماری فٹ بال ٹیم ایک ٹورنامنٹ میں شامل ہوئی اور شہر کے عوام نے ہماری ٹیم کے کھیل میں بڑی دلچسپی لی۔

تعلیم و تربیت

روزانہ نماز فجر کے بعد قرآن کریم کا درس دیتا رہا۔ اور نماز مغرب کے بعد حدیث شریف کا۔ ٹبورا سکول (گورنمنٹ افریقن سکول) ہفتہ میں دو بار دینیات کلاس کو پڑھاتا رہا اس سال مخالفین نے ہماری اس کلاس کو بند کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ لڑکوں کو ڈرایا دھمکایا۔ اساتذہ کے کان بھرے۔ افریقن شیوخ نے خطوط لکھے لیکن بفضلہ تعالیٰ ہماری کلاس جاری رہی اور ایک سینئر ٹیچر صاحب کے چھوٹے بھائی بھی ہماری کلاس میں شامل ہو گئے۔ الحمد للہ۔

خدمت خلق

ٹبورا ٹاؤن شپ کمیٹی نے متفقہ طور پر بعض رہائشی مکانوں اور دوکانوں کو گرا دینے کا حکم دیا تھا۔ مکانوں کے مالکان نے کوشش کی لیکن مکانات گرانے کا حکم منسوخ نہ ہوا جس کے باعث سخت گھبراہٹ پیدا ہو گئی کیونکہ پہلے ہی مکانوں کی کافی قلت تھی۔ اس سلسلہ میں خاکسار ٹبورا چیمبر آف کامرس کے سیکرٹری کی حیثیت سے ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب اور ایگزیکٹو آفیسر سے ملا۔ اور ان سے مشورہ کے بعد ایک میمورنڈم لکھ کر کمیٹی کے تمام ممبران کو بھجوایا۔ اور کمیٹی کے اجلاس کے سامنے حاضر ہو کر معاملہ پیش کیا۔ بعض ممبران کے سوالوں کے جواب بھی دیئے جس پر بفضلہ تعالیٰ ممبران نے متفقہ طور پر اپنے پہلے حکم کو ملتوی کر دیا۔

حکام سے تعلقات

اگرچہ مخالفین سلسلہ نے بہت سی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ حکام کا رویہ عموماً ہماری جماعت کے متعلق دوستانہ رہا۔ چنانچہ پراونشل کمشنر صاحب نے اس دفعہ ٹاؤن کونسل کے ممبران کی نامزدگی کے سلسلہ میں ہماری جماعت سے بھی باقاعدہ مشورہ حاصل کیا۔

یہ سب محض خدا تعالیٰ کی ذرہ نوازی اور اس کے احسانات ہیں ورنہ ہمارے کاموں میں بہت سی خامیاں اور ہمارے راستہ میں بہت سی مشکلات ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ کریم ہماری خود راہنمائی فرمائے اور ہم صحیح رنگ میں اپنے فرائض کو ادا کرنے والے ہوں۔ نور احمدیت سے یہ علاقے بھی منور ہو جائیں۔ اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر ہو۔ آمین۔

منقولات

روس میں مذہبی آزادی

مذاہب کی عالمی کانفرنس میں روس کے ایک پادری بھی شریک ہوئے انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اس میں ہر شخص کو مذہب کی آزادی حاصل ہے۔ وہاں عبادت گاہیں ہیں اور ہر شخص اپنے طریقہ عبادت کرنے میں آزاد ہے۔ البتہ حکومت کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے" معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنے والا روس کے حالات سے قطعی بے خبر ہے۔ ورنہ وہ ضرور سوال کرتا کہ اگر روسی حکومت کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ تو وہاں کے ریڈیو اسٹیشنوں سے مذاہب کے خلاف اور دہریت کی حمایت میں پروپیگنڈا کیوں ہوتا ہے؟ اور نوجوانوں کی تنظیم سے بار بار کیوں کہا جاتا ہے۔ کہ وہ مذہب کے خلاف اپنی جدوجہد کو تیز کر دیں؟ عبادت گاہیں اور چند مذہبی علماء تو محض پروپیگنڈا کے لئے باقی رکھے گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مذہبی شعار بھی کمیونسٹ ہوں اور دنیا کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے کمیونسٹوں نے مذہبی علماء کا بھیس بھر لیا ہو!

"الجمعیۃ دہلی"

مورخہ ۲۳/۱۱/۵۵"

ششماہی بجٹ اور احباب جماعت

نظارت بیت المال کی طرف سے سیکرٹریان مال جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں انکے ذمہ لازمی چندہ جات کی ششماہی آمد اور بقایا کی پوزیشن سے اطلاع دیتے ہوئے انہیں تحریک کی جا چکی ہے کہ وہ اپنے ذمہ نسبتی بجٹ آمد کے مقابل پر جس قدر کمی رہ گئی ہے اسے جلد از جلد پورا کرنے کی فکر کریں تا آخر مالی سال تک سو فی صدی ادائیگی ممکن ہو سکے۔ موجودہ مالی سال کے چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ اور آمد کی موجودہ رفتار کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد جماعتوں کے نام ان کے ذمہ بجٹ کا بیشتر حصہ ابھی تک بقایا ہے

ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت کا ہر فرد اپنی مالی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے کما حقہ ادا کرنے کی طرف متوجہ ہو۔ جماعت کے امراء۔ صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال اور دیگر عہدیداران کو چاہیئے کہ وہ مالی ادائیگی میں عملی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ اور اپنی اپنی جماعتوں کے سست اور بقایادار دوستوں کو بیدار اور ہوشیار کرنے کی پوری جدوجہد کریں۔ یہ وقت غفلت اور سستی کا نہیں ہے۔ بلکہ قربانی کے میدان میں اپنا قدم بڑھا کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ جملہ مخلصین جماعت فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

ناظر بیت المال قادیان

موصی احباب کیلئے لمحہ فکریہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاری فرمودہ نظام وصیت میں جن مخلصین جماعت کو شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے ان پر جس طرح حصہ آمد کی ادائیگی ضروری اور لازمی ہے۔ اسی طرح ان کے لئے حصہ جائداد بھی وصیت کے مطابق اپنی زندگی میں ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

اکثر موصی احباب اس خیال سے کہ اس کی ادائیگی وفات کے بعد ہوگی اپنی زندگی میں حصہ جائداد کی ادائیگی میں غفلت سے کام لیتے ہیں۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے۔ تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے۔ کہ جو حصہ جائداد انسان اپنے ہاتھ سے اپنی زندگی میں ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ اور بہتر ثواب کا مستحق ہوگا۔ اور ادائیگی کرنے والے کے اپنے قلب میں بھی بشاشت پیدا ہوگی کہ اس نے اپنی ایک بڑی اور اہم ذمہ داری کو اپنی زندگی میں پورا کر دیا ہے۔

پس جماعت کے موصی دوستوں کو حصہ آمد میں باقاعدگی کے علاوہ حصہ جائداد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔ تا وہ اپنی زندگی میں اس فرض کو ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔ امید ہے کہ جماعت کے عہدیداران مال اس اہم ذمہ واری کی طرف موصی صاحبان کو توجہ دلاتے رہیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

خریداران تفسیر صغیر کیلئے ضروری اطلاع

جیسا کہ اخبار الفضل میں اعلان شائع ہو چکا ہے کہ تفسیر صغیر کی قیمت پہلے ہزار کے لئے مبلغ -/۱۶ روپے اور اس کے بعد -/۱۸ روپیہ ہو گی۔ تمام خریداران تفسیر صغیر ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کا نام دوسرے ہزار میں آیا ہے اس لئے اس کی قیمت مبلغ -/۱۸ روپیہ ہوگی۔ اور محصول ڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔ امید ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یہ کتب بھی مل سکیں گی۔ جنکی طرف سے مبلغ -/۱۶ روپیہ وصول ہو چکے ہوں گے ان کے نام بقیہ رقم کی وی پی کر دی جائے گی۔ اس لئے دوست جلد از جلد رقوم بھجوا کر تفسیر صغیر حاصل کریں۔ کیونکہ دفتر ہذا کی طرف سے ان افراد کو ترجیح دی جائے گی۔ جن کی قیمت پیشگی وصول ہو چکی ہوگی

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

تحریک مقامات مقدسہ

مکرمی رحمت اللہ صاحب ہٹو دی ہاؤس دریا گنج دہلی نے باوجود نا مساعد حالات کے مرمت مقامات مقدسہ کی تحریک میں یکصد روپیہ کی نقد ادائیگی فرمائی ہے۔ اور مزید رقم دینے کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان اخلاص اور کاروبار میں برکت ڈالے اور انکو دینی و دنیاوی ثمرات سے متمتع فرمائے۔ اور دیگر مخلصین جماعت کو بھی ان کے نقش قدم پر گامزن ہو کر اس مقدس تحریک میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اسوقت روپیہ ختم ہو جانیکی وجہ سے مرمت مقامات مقدسہ کا کام وقتی طور پر بند کرنا پڑا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس طرف فوری طور پر متوجہ ہوں تاکہ روپیہ آنے پر دوبارہ کام کو شروع کر کے جلد از جلد باقی مرمت کے کاموں کو ختم کیا جا سکے

ناظر بیت المال قادیان

مرمت مقامات مقدسہ اور احباب جماعت کا فرض

گذشتہ دو سالوں کی غیر معمولی بارشوں اور سیلاب کے باعث قادیان کے مقامات مقدسہ اور ہمارے ایریا کے مکانات کو جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کی غیر معمولی مرمت کے لئے خاص چندہ کی اپیل کرتے ہوئے پیشتر ازیں جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے مخلصین کو تحریک بھجوائی جا چکی ہے۔ اور عام اعلانات اخبار بدر کے علاوہ خاص سرکلر چٹھی کے ذریعہ بھی دوستوں کو اس اہم کام میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے۔ لیکن اخراجات کے مقابل چندوں کی آمد برائے نام ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر دوستوں نے تاحال اس تحریک کی اہمیت اور ضرورت کو پوری طرح مدنظر نہیں رکھا۔

مقامات مقدسہ کی حفاظت اور آبادی کا فریضہ ایک ایسی عظیم الشان خدمت ہے۔ جس میں جماعت کے ہر فرد کو حصہ لینا چاہیئے۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ خدمت کے اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے حسب توفیق زیادہ سے زیادہ اس میں حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں اور یہ یقین رکھیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے شعائر کی حفاظت اور خدمت کی خاطر قربانی میں اپنا قدم آگے بڑھاتا ہے وہ نہ صرف آخرت میں بہترین اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ بلکہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اس کے مال میں دوسروں کی نسبت زیادہ برکت ڈالتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئیگا۔"

پس جملہ سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ وہ خود بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لیں اور جماعت کے دیگر جملہ افراد کو بھی اس میں شامل کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

برادران امراء اور صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ ہند توجہ فرمائیں

نظارت ہذا میں سوائے تین جماعتوں (دہلی۔ جموں۔ جمشید پور) کے باقی تمام جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی طرف سے ماہوار رپورٹیں باقاعدہ موصول نہیں ہو رہیں اور تبلیغی کارگذاری کا مرکز میں علم نہیں ہوتا۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا برادران امراء اور صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ ہند کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اور جماعتوں کی تبلیغی رپورٹیں باقاعدگی کے ساتھ ماہوار دفتر ہذا میں بھجوانے کا انتظام فرما کر مشکور فرماویں۔ اور تبلیغی امور میں پہلے سے زیادہ دلچسپی سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور ہر رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ تبلیغ کا کام خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ مبارک ہیں وہ احباب جو اس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے انعامات کے وارث ہوتے ہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ ہند توجہ فرماویں

دفتر ہذا کی بار بار کی تحریکات اور خط و کتابت کے باوجود سوائے چند مجالس کے باقی مجالس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ان کی ماہوار کارگذاری کی رپورٹ موصول نہیں ہو رہیں۔ دفتر ہذا کو یہ یقین ہے کہ باقی مجالس بھی ضرور اپنی اپنی جگہ اپنے فرائض کو ادا کر رہی ہوں گی۔ لیکن ان کی طرف سے کارگذاری کی رپورٹ موصول نہیں ہو رہی جس سے حالات کا پورا علم نہیں ہوتا۔ لہذا بذریعہ اعلان ہذا جملہ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ ہند کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اپنی مجالس کی کارگذاری کی ماہوار رپورٹ باقاعدگی کے ساتھ مرکز میں ارسال فرمایا کریں تاکہ مرکز بروقت مناسب اور مفید مشورہ دے سکے۔

امید ہے کہ جملہ مجالس اپنے فرائض کو ادا کرتے ہوئے آئندہ باقاعدگی سے ماہوار رپورٹیں دفتر ہذا میں ارسال کیا کریں گی۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کے ان پانچ ارکان میں سے ہے جن میں سے کسی ایک رکن کو چھوڑنے والا انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔ زکوٰۃ اموال کو پاکیزہ کرتی ہے اور بڑھانے کا موجب ہوتی ہے صاحب نصاب مومن کیلئے زکوٰۃ کی ادائیگی ایسی ہی لازمی قرار دی گئی ہے جیسے کہ نماز ادا کرنا۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواستہائے دعا - (۱) میری بچی [illegible] کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے نواسہ عطا فرمایا ہے بچہ کی درازئ عمر اور خادم دین بننے کیلئے اور بچہ و زچہ کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی درخواست ہے [illegible] صاحب [illegible] بیمار [illegible] ان کی صحت یابی [illegible] مع اہلیہ محترمہ [illegible] سے مشرقی افریقہ گئے ہوئے ہیں انکی خیریت و واپسی کے لئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار حاجی محمد دین تہالوی درویش قادیان [illegible] ایک عرصہ سے [illegible]

خبریں

اقوام متحدہ (نیو یارک) ۲۲ر نومبر۔ گذشتہ شب اقوام متحدہ کی مجلس تحفظ کا اجلاس کشمیر سے متعلق پانچ طاقتی قرارداد پر ووٹنگ لئے بغیر روس کے اس اعلان کے بعد ملتوی کر دیا گیا کہ وہ قرارداد کے خلاف حق تنسیخ استعمال کرے گا۔ مجلس تحفظ کے چیئرمین نے کہا کہ ہم کسی آئندہ تاریخ پر اس سوال پر غور کریں گے تاکہ روس اور ہندوستانی نمائندوں کی تقریروں پر غور کا وقت مل سکے۔ اگرچہ مجلس تحفظ کے ممبروں نے اس سلسلہ میں کوئی تبصرہ نہیں کیا تاہم باوثوق حلقوں کا کہنا ہے کہ صدر مجلس مسٹر جواد ہاشم کے اعلان کا مقصد سویڈن کے نمائندے کو اس بات کی اجازت دینا ہے کہ وہ اپنی تجویز کو ترتیب دے کر مکمل کرے۔

پاکستانی حلقوں نے کہا ہے کہ روس کے ویٹو کے بعد ہو سکتا ہے کہ کشمیر کے سوال کو جنرل اسمبلی میں پیش کیا جائے کہ جہاں ویٹو کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

قاہرہ ۲۲ر نومبر۔ قاہرہ میں روس کی مدد سے جو ایٹمی تجربہ گاہ قائم کی گئی ہے اس کے لئے روس سے مشینری وغیرہ کل ایک خاص جہاز میں روانہ کر دی گئی۔

ماسکو ۲۲ر نومبر۔ ہمالیہ پہاڑ کے نیچے ۴ ۱/۲ میل لمبی ایک سرنگ تیار کر کے ہندوستان اور روس کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو میل کم کیا جا سکتا ہے۔ یہ سرنگ جدید ترین مشینری سے دو تین سال میں تیار کی جا سکتی ہے۔ اگر ہندوستان اور روس دونوں طرف سے کھدائی شروع کی جائے۔ تو یہ دو ہی سال میں تیار ہو جائے گی۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ صرف ایک تجویز ہے یا اس پر غور و خوض شروع ہو گیا ہے۔

چنڈی گڑھ ۲۰ر نومبر۔ حکومت پنجاب نے پنجاب کا ایک لاکھ بوری چاول حکومت ہند کی ہدایت پر حکومت جموں و کشمیر کو روانہ کیا ہے۔ بمبئی کو بھی پنجاب سے چاول بھیجا جائے گا۔ پنجاب میں روزانہ دس ہزار بوری چاول اکٹھا کیا جاتا ہے۔ حکومت ہند نے پنجاب کی منڈیوں سے ۱/۲ ۲۴ روپے من کے حساب سے باستی چاول خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔ خشک موٹا دھان دس روپے من کے حساب سے خریدا جائے گا۔

لنڈن ۲۲ر نومبر۔ ماسکو ریڈیو نے عربی زبان کے نشریہ میں کہا کہ امریکہ نے فیصلہ کیا ہے کہ شام پر اسرائیل کی جانب سے حملہ کیا جائے گا۔ یہ حملہ خشکی اور تری دونوں طرف سے کیا جائے گا۔ امریکہ کا چھٹا بحری بیڑہ جو اس وقت بحیرہ روم میں ہے اس حملہ میں حصہ لے گا۔ بحیرہ روم میں جو مشقی جنگ ہو رہی ہے اس سے اس اندیشہ کی تائید ہوتی ہے۔ اس وقت اسرائیلی فوج شمال کی طرف بڑھ رہی ہے اور یروشلم میں جمع ہو رہی ہے

[illegible]

ان سب باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ اسرائیل سے شام پر حملہ کرے گا۔

بمبئی ۲۴ر نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ بمبئی سے کلکتہ جانے والی جو بمبئی کلکتہ میل وکٹوریہ یا ٹرمینس بمبئی سے روانہ ہوئی تھی۔ اس کو بڑا ولی اسٹیشن کے قریب حادثہ پیش آ گیا اور کوئی کوچیں لائن سے اتر گئیں۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق متعدد اشخاص مجروح ہوئے۔ نصف شب کے بعد بمبئی سے امدادی گاڑیں روانہ کی گئی دیولالی اور ناسک سے بھی طبی امداد روانہ کی گئی۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق پچاس اشخاص ہلاک اور کم و بیش ایک سو مجروح ہوئے ہیں۔

لینن گراڈ ۲۴ر نومبر۔ تاس نیوز ایجنسی نے بتلایا کہ روس نے جو برف شکن ایٹمی جہاز تیار کیا ہے وہ عنقریب تیار ہو جائیگا اور کام شروع کرے گا اور چار سو دن تک مسلسل سمندر میں رہ سکے گا۔

کوپن ہیگن ۲۴ر نومبر۔ حکومت روس نہر سویز کے ساحل کے ساتھ ساتھ درمیانی ٹائپ کے راکٹ چلانے کے اسٹیشن بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس امر کا انکشاف یہاں پر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ روس میں مصر اور روس کے درمیان اقتصادی معاملات پر مذاکرت کے پردہ میں ماسکو میں مصر اور روس کے درمیان اس مسئلہ پر معاہدہ کی بات چیت ہو رہی ہے۔ روس مصر کو جو اسلحہ دے گا ان میں درمیانی ٹائپ کے راکٹ بھی ہوں گے جن کی ٹوپیوں میں چھوٹے چھوٹے ایٹم اور ہائیڈروجن بم نصب ہوں گے۔ یہ راکٹ دو سو سے چالیس میل تک مار کر سکیں گے۔ مصری وزیر خارجہ جنرل عمرو نے روس کی انقلاب کی ۴۰ ویں سالگرہ کی پریڈ دیکھنے کے بعد روس سے ان راکٹوں کی سپلائی کی خواہش ظاہر کی تھی۔

ماسکو ۲۱ر نومبر۔ ایک روسی سائنسدان جیکب ایبرٹ نے یہاں پر کہا کہ دونوں اسپٹنکوں سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ "خلائے بسیط" خلائے بسیط نہیں ہے۔ بلکہ اس میں ایک قسم کا مادہ موجود ہے۔ مصنوعی سیاروں سے آنے والی لہریں بعض اوقات منقطع ہو جاتی تھیں کیونکہ کسی دوسری جگہ سے زیادہ طاقتور ریڈیائی لہریں آنے لگتی تھیں۔

ایک دوسرے روسی سائنسدان نے یوری نے کہا کہ بین البری بالسٹک میزائل خالص روسی ایجاد ہے اس میں جرمنی سائنسدانوں سے مدد نہیں لی گئی۔ اس نے کہا کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکی و برطانوی فوجوں نے اس مقام پر قبضہ کر لیا تھا۔ جہاں سے جرمنی کے وی۔ ٹو راکٹ چلائے جاتے تھے۔ بعد میں یہ سائنسدان اس مرکز کا سارا سامان اور مشینری امریکہ لے گئے تھے لیکن امریکہ میں ابھی تک اس قسم کی کوئی میزائل تیار نہیں ہو سکی۔

واشنگٹن ۲۱ر نومبر۔ باخبر امریکی حلقوں نے بتایا کہ امریکہ عنقریب ہندوستان کو ۲۰ کروڑ ڈالر قرض دے گا۔ تاکہ ہندوستان اپنے پنجسالہ پلان کی تکمیل کر سکے۔ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کو پچاس کروڑ ڈالر کے قرضہ کی توقع تھی۔ ہندوستان کے پنجسالہ پلان کے لئے ایک ارب ۴۰ کروڑ ڈالر کی ضرورت ہے۔ مسٹر کرشنا مچاری نے اپنے امریکہ کے دورہ میں قرضہ کے لئے باقاعدہ درخواست تو نہیں پیش کی تھی۔ لیکن اس بارہ میں وزیر خارجہ سے گفتگو کی تھی۔

امتحان کتب سلسلہ

دفتر ہذا کی طرف سے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ مجالس خدام الاحمدیہ کی علمی ترقی کے لئے مختلف اوقات میں سلسلہ کی کتب کا امتحان لیا جایا کرے۔ اس غرض کے لئے کتاب "حقیقی اسلام" مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کا امتحان مورخہ ۱۹ر فروری ۱۹۵۸ء بروز اتوار مقرر کیا جاتا ہے۔ یہ کتاب دفتر ہذا کے ٹورڈ سے معاونہ چار آنے یعنی ۲۵ نئے پیسے میں دفتر دعوۃ و تبلیغ سے مل سکے گی اور محصول ڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔ خدام کے علاوہ اگر انصار یا اطفال بھی اس امتحان میں شامل ہونا چاہیں تو اس کی اجازت ہے تاکہ وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان